اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ0 وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ0 اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ0 بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ0

”دین کی ضروری باتیں“(part 03b)

والدین کو چاہیے کہ پہلے خود **”دین کی ضروری باتیں“ part 01,02** پڑھ لیں اور اگر صلاحیت(ability)ہو تو اپنے بچوں کو پڑھائیں ورنہ کسی سُنّی عالم / سُنّی عالمہ کے ذریعے پڑھوائیں (بھلے انہیں fees دینی پڑے لیکن **عام قاری صاحبان کے ذریعے نہ پڑھوائیں** تاکہ اسلامی عقیدے(beleives)سیکھنے سکھانے میں غلطیاں نہ ہوں)۔

130 ”موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی لاٹھی(Stick)“

مُلک مِصر میں عید کا دن تھا، لوگ خوب تیّار ہو کر ایک بڑے میدان (ground) میں آ گئے۔ اس جگہ بادشاہ ”فِرْعَون“ کے ستّر ہزار(70،000)جادوگروں(magicians) کا حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے مقابلہ(contest) تھا۔ یہ تمام جادوگر تین سو(300)اونٹوں(camels) پر مختلف رَسّیاں (different ropes)وغیرہ لے کر میدان میں آ گئے اور حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ہاتھ میں **”جنّت کی لاٹھی“** (heavenly staff) کے ساتھ پہلے سے موجود تھے، جادوگروں نے حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا ادب(respect)کرتے ہوئے عرض کیا: پہلے آپ اپنی لاٹھی زمین پر ڈالیں گے یا ہم اپنا سامان ڈالیں؟ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: پہلے تم لوگ ڈالو! اب جیسے ہی اُنہوں نے اپنی رَسّیاں اور لکڑیاں زمین پر ڈالیں تو پورا میدان بڑے بڑے سانپوں(big snakes) سے بھرا ہوا نظر آنے لگا، یہ دیکھ کر لوگ ڈر گئے، اتنے میں حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے ہاتھ میں موجود **”جنّت کی لاٹھی“** زمین پر ڈالی تو وہ ایک دَم اَژْدَھا (بہت ہی بڑا سانپ serpent۔)بن گئی اور میدان میں جو رَسّیاں اور لکڑیاں، سانپ نظر آ رہے تھے، تو وہ بڑا سانپ سب کو کھا گیا، پھر حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اُس بڑے سانپ کو ہاتھ میں لیا تو وہ پہلے کی طرح لاٹھی(stick) بن گیا۔ جادوگروں نے جب یہ دیکھا تو وہ سب آپ عَلَیْہِ السَّلَام پر ایمان(believe) لے آئے۔(صراط الجنان، ج۳، ص

۴۰۳ ملخصاً)

اس قرآنی واقعے سے معلوم ہوا کہ اَنْبِیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کا ادب (respect) بہت ضروری ہے کہ حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا ادب (respect) کرنے کی وجہ سے وہ جادوگر مسلمان ہوئے (قرطبی، ج۴، ص۱۸۶ ملخصاً)۔ ہمیں چاہیے کہ اَنْبِیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور اَوْلِیائے کِرام رَحمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہِم بلکہ ہر دینی چیز مثلاً قرآنِ پاک، آبِ زم زم، دینی کتابوں، تسبیح، نیاز کا کھانا، شربت وغیرہ کا ادب (respect) کریں۔

"جنّت کی لاٹھی" کیسی تھی؟:

(1) یہ لاٹھی (stick) جنّتی دَرَخت کی لکڑی سے بنی ہوئی تھی، اسے حضرتِ آدم عَلَیْہِ السَّلَام جنّت سے لائے تھے اور کئی نبیوں سے ہوتی ہوئی حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام تک پہنچی تھی (خازن، ج۱، ص۵۷ ملخصاً) (2) یہ لاٹھی دس (۱۰) گز لمبی تھی (3) اِس کی دو (۲) شاخیں تھیں جو اندھیرے میں روشنی (light) دیتی تھیں (تفسیر خازن، ج۱، ص۵۷ ملخصاً) (4) جب حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سوتے تھے تو یہ لاٹھی آپ کا خیال رکھتی (خازن، ج۳، ص۲۵۹، ملخصاً) (5) ساتھ ساتھ چلا کرتی (6) باتیں کرتی (7) جانوروں کو دور کردیتی (8) کنویں (well) سے پانی نکالنے کے لئے رَسّی بن جاتی (9) زمین پر لگاتے تو دَرَخت بن کر پھل دیتی۔ (نسفی، ص۶۸۸ ملخصاً)

---

131 "سو (100) سال تک سوتے رہے"

ایک مرتبہ اللہ کریم کے نبی حضرتِ عُزَیر عَلَیْہِ السَّلَام "بَیْتُ الْمُقَدَّس" کے پاس سے گزرے (مُلک فلسطین میں موجود "مسجدِ اقصیٰ" جس کی طرف منہ کرکے پہلے نماز پڑھی جاتی تھی مگر اب قیامت تک کعبہ شریف کی طرف ہی نماز پڑھی جائے گیا، اسے "بَیْتُ الْمُقَدَّس" بھی کہتے ہیں)۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس ایک برتن میں کھجور اور ایک پیالے میں انگور کا رَس (grape juice) تھا نیز آپ ایک دَراز گوش (donkey) پر تھے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام "بَیْتُ الْمُقَدَّس" کے سب محلّوں میں گئے لیکن آپ کو کوئی آدمی نظر نہیں آیا، اور سب گھر خالی تھے، یہ دیکھ

کر آپ عَلَيْهِ السَّلَام نے کہا، جیسا کہ قرآنِ پاک میں ہے(ترجمہ۔Translation:)اللہ (کریم)اِنہیں اِن کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟(پ۳، البقرۃ، آیت۲۵۹)(ترجمہ کنزالعرفان) یہ کہنے کے بعد آپ عَلَيْهِ السَّلَام نے اپنا جانور کسی جگہ باندھا اور سونے کے لیے لیٹ گئے، یہ صُبْح کا وقت تھا، اِس دوران آپ کی رُوح نکال لی گئی اور ” آپ سو(100) سال تک سوتے رہے“، اس وقت میں آپ کا گدھا تو مر گیا **مگر آپ عَلَيْهِ السَّلَام کا برکت والا (blessed) جسم بالکل صحیح رہا** اور کوئی بھی آپ کو دیکھ نہ سکا پھر اللہ کریم نے سو(100) سال بعد آپ کو شام کے وقت زندہ کیا، اور فرمایا: تم کتنے دن سے یہاں رُکے ہوئے ہو؟ آپ عَلَيْهِ السَّلَام نے عرض کی: ایک دن یا اِس سے کچھ کم وقت۔ کیونکہ آپ عَلَيْهِ السَّلَام کا یہ خیال تھا کہ یہ اُسی دن کی شام ہے جس کی صُبْح آپ سونے کے لئے لیٹے تھے۔ اللہ کریم نے فرمایا: تم یہاں سو(100) سال سے سو رہے ہو، اپنے کھانے پینے کی چیزیں دیکھو! وہ بالکل صحیح ہیں اور اپنے گدھے کو بھی دیکھو کہ وہ کس حال میں ہے! جب آپ عَلَيْهِ السَّلَام نے کھجوریں (dates) اور انگور کا رَس (grape juice) دیکھا تو وہ بالکل صحیح تھے لیکن گدھا بالکل ختم ہو گیا تھا، صِرف ہڈّیاں نظر آرہی تھیں۔ اللہ کریم کے حکم سے دیکھتے ہی دیکھتے گدھا زندہ ہو کر آواز نکالنے لگا۔ حضرتِ عُزَیر عَلَيْهِ السَّلَام نے جب یہ دیکھا تو فوراً کہا: میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اللہ کریم جو چاہے، وہ کام کر سکتا ہے۔(صراط الجنان، ج۱، ص۳۹۱، ماخوذاً)

قرآنِ پاک میں موجود اس واقعے سے سیکھنے کو ملا کہ اللہ کریم جو چاہے، وہ کام کر سکتا ہے۔ جس طرح اللہ کریم نے سو(100) سال بعد حضرتِ عُزَیر عَلَيْهِ السَّلَام کو زندہ فرمایا اور آپ کے گدھے کو بھی زندہ کیا اِسی طرح قِیامت کے دن اللہ کریم سب لوگوں کو زندہ فرمائے گا اور اُن سے اُن کے اچھے بُرے کاموں کے بارے میں پوچھے گا **دوسری بات یہ پتا چلی کہ** نبیوں عَلَيْهِمُ السَّلَام کی بہت بڑی شان ہے کہ سو(100) سال تک سوتے رہے مگر اللہ کریم کے حکم سے آپ کے جسم اور آپ کے کھانے کو بھی کچھ نہیں ہوا۔

{1} اللہ کریم نے اَنْبِیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کو ایسی بہترین عقل دی ہے کہ دنیا کا بڑے سے بڑا عقل مند ان(wise man)، ان کی عقل کے کروڑویں درجہ (یعنی بہت ہی کم حصّے) تک بھی نہیں پہنچ سکتا (المسامرۃ، ص۲۲۶)۔ یعنی ساری اُمّت (nation) بھی مل جائے تب بھی اُن کی عقلیں، نبی (عَلَیْہِ السَّلَام) کی عقل کے برابر نہیں ہو سکتی {2} نبیوں کی کوئی تعداد (number) ہم مقرّر (یعنی fixed) نہیں کر سکتے، ہمارا یہ عقیدہ (belief) ہے کہ اللہ کریم کے جتنے نبی ہیں ہم سب پر ایمان (believe) رکھتے ہیں {3} اللہ کریم نے اپنے نبیوں کو جتنے اَحکامات (یعنی جتنی دینی باتوں کو) پہنچانے کا حکم دیا تھا وہ سب کے سب اُنہوں نے اپنی اُمّت (nation) تک پہنچا دیئے، کوئی ایک حکم بھی چھپا کر نہیں رکھا {4} اللہ کریم نے نبیوں کو ایسی چھپی ہوئی باتوں (hidden things) کا علم بھی دیا ہے کہ جنہیں عام لوگ نہیں جانتے (اس علم کو "علمِ غیب" کہتے ہیں) {5} نبی تمام مخلوق (creatures) بلکہ فرشتوں میں جو رسول ہیں اُن سے بھی افضل (superior) ہوتے ہیں {6} سارے نبیوں کی تعظیم (respect) اور عزّت کرنا دین کا سب سے بنیادی (basic) فرض ہے، کسی بھی نبی کو جھٹلانا (یعنی اُن کا اِنکار (denial) کرنا) یا اُن کی تھوڑی سی بھی توہین (insult) کرنا کفر ہے (لھذا کبھی اس طرح کی بات نہیں کر سکتے کہ کسی نبی نے غلطی کی یا نبی نے یہ کام غلط کیا وغیرہ) {7} اللہ کریم کے سب نبی معصوم ہوتے ہیں، یعنی ان سے کسی قسم کا کوئی گناہ ہونا ممکن (possible) ہی نہیں {8} نبی ہر اُس بات سے دور ہوتا ہے جس سے لوگ نفرت یا گھن کرتے ہیں (پتا چلا کہ کسی نبی کو ایسی بیماری بھی نہیں ہو سکتی کہ جس سے لوگ نفرت کرتے ہوں) (ماخوذ از بہار شریعت، ج۱، ص۲۸ تا ۵۸، ہمارا اسلام، ص۴۸ تا ۵۴ ملخصاً) {9} حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے ایسے درخت سے کھالیا کہ جس سے کوئی پھل وغیرہ نہیں کھانا تھا۔ لیکن پھر بھی ایسا نہیں کہہ سکتے، مَعَاذَ اللہ! (یعنی اللہ کریم ہمیں اس سے بچائے) کہ حضرت آدم نے نافرمانی (disobedience) کی۔ اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): تو وہ بھول گیا اور ہم نے اس کا کوئی مضبوط ارادہ (strong will) نہ پایا تھا۔ (پ۱۶، سورۃ طٰہٰ، آیت ۱۱۵) (ترجمہ کنز العرفان) اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: لیکن سہو (یعنی بھول) نہ گناہ ہے نہ اس پر پکڑ ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۴۰۰،

مُلخصاً){10}یہ کہنا"کُفر"ہے کہ حضرتِ آدم عَلَیْہِ السَّلَام گندم(wheat)نہ کھاتے تو ہم بدبخت(بدنصیب۔ unlucky)نہ ہوتے(فتاویٰ عالمگیری ج۲،ص۲۶۵){11}حضرت ایوب عَلَیْہِ السَّلَام کو یا کسی بھی نبی(عَلَیْہِ السَّلَام)کو ،کوڑھ اور جذام کی بیماری(leprosy۔خون کی خرابی ہونے والی ایسی بیماری کے جس میں جسم پر سفید دھبے (white spots)یا ورم(swelling)پڑ جاتا ہے)نہیں ہوئی بلکہ حضرت ایوب عَلَیْہِ السَّلَام کے جسم شریف پر کچھ پھوڑے اور دانے(boils and pimples) نکل آئے تھے، جس کی وجہ سے آپ ایک عرصے تک(for a period of time)،صبر و شکر کے ساتھ تکلیف (trouble)برداشت(endurance)کرتے رہے(عجائب القرآن مع غرائب القرآن، حضرت ایوب علیہ السلام کا امتحان، ص۱۸۲-۱۸۱،ماخوذاً)۔اسی طرح یہ باتیں سنائی جاتی ہیں کہ اس بیماری میں حضرت ایوب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے جسم مبارک میں کیڑے پیدا ہو گئے تھے جو آپ کا جسم شریف کھاتے تھے، یہ باتیں بھی صحیح نہیں ہیں(صراط الجنان، ج۶، ص ۳۵۲،مُلخصاً){12}جو کسی غیرِ نبی کو کسی نبی سے افضل یا برابر بتائے،"کافر" ہے۔(بہارِ شریعت،ج۱،ص۴۷)

---

133 "سات لاکھ میں سے ایک ہزار بچ گیا"

ایک بار حضرت طلحہ بن عبیدُاللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے ایک زمین سات لاکھ درہم(چاندی کے سکّے۔ silver coins)میں بیچ(sell کر)دی(الزہد للامام احمد بن حنبل، الحدیث:۷۸۳، ص۱۶۸)تو پریشان اور بے چین ہو گئے۔آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی زوجہ(یعنی بیوی)نے عرض کی: آج آپ کو کیا ہوا ہے؟فرمایا کہ مجھے یہ پریشانی ہے کہ جس بندے کی راتیں اللہ کریم کی عبادت کرتے ہوئے گزرتی ہوں،اُس کے گھر میں اتنا مال موجود ہو تو وہ اللہ کریم کی بارگاہ میں کیسے حاضر ہو گا؟تو آپ کی زوجہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے بڑے اَدَب(respect)سے عرض کی:اس میں پریشانی کی کیا بات ہے؟ آپ اپنے غریب دوستوں کو کیوں بھول رہے ہیں؟ صبح ہوتے ہی انہیں بلا کر یہ سارا مال ان میں بانٹ(distribute کر)دیں اور ابھی اللہ کریم کی عبادت میں رات گزاریں۔نیک بیوی کی یہ بات سن کر آپ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کا دل خوش ہو گیا اور آپ نے فرمایا: آپ واقعی نیک باپ کی نیک بیٹی ہیں۔

یاد رہے! کہ یہ نیک باپ کی نیک بیٹی، امیر المؤمنین حضرتِ ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی پیاری شہزادی، اُمّ کلثوم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا تھیں۔ صبح ہوتے ہی حضرتِ طلحہ بن عبیدُ اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے سارا مال باٹنا(distribute کرنا) شروع کر دیا اور اس میں سے کچھ حصّہ امیرُ المؤمنین، حضرتِ علی المرتضٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو بھی بھیجا۔ پھر آپ کی زوجہ (یعنی بیوی)حاضر ہوئیں(یعنی آئیں) اور عرض کی: کیا اس مال میں گھر والوں کا بھی کچھ حصّہ(part) ہے؟تو فرمایا: آپ کہاں رہ گئی تھیں، چلیں جو باقی بچ گیا ہے وہ سب آپ لے لیں۔ فرماتی ہیں کہ جب بقیہ مال(rest of the money)کا حساب کیا تو(سات لاکھ میں سے)صرف ایک ہزار(1000)درہم(سکّے۔ coins)ہی رہ گئے تھے۔(سیر اعلام النبلاء، الرقم ۷ طلحہ بن عبید اللہ، ج۳، ص۱۹۔ مفہوماً)

اس سچے واقعے سے معلوم ہوا کہ حضرتِ طلحہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اپنی ضرورت کے لئے بھی کچھ بچا کر نہ رکھتے بلکہ غریبوں کو دے دیتے۔

تَعَارُف(Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت طلحہ بن عبید اللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اُن دس(10)صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ میں سے ایک(1) ہیں کہ جنہیں پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک ساتھ جنّت کی خوشخبری(good news) سنائی۔ ایک مرتبہ(once)**خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ان سے فرمایا: اے طلحہ! یہ جبرائیل تمہیں سلام کہہ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں قیامت کی پریشانیوں میں آپ(یعنی حضرت طلحہ) کے ساتھ ہوں گا اور آپ(یعنی حضرت طلحہ) کو ان(قیامت کی پریشانیوں) سے بچاؤں گا۔(الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، ج۲، الجزء الرابع، ص۲۵۴)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شان:

آپ کو شہادت(یعنی جنگ میں قتل ہونے کی وجہ سے انتقال کرنے)کے بعد بصرہ کے قریب دفن

(buried)کر دیا گیا۔ کسی وجہ سے، حضرت عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا سے مسئلہ پوچھ کر اور اجازت لے کر حضرت طلحہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے مبارک جسم کو پرانی قبر سے نکال کر نئی قبر میں دفن کرنے کے لیے نکالا گیا۔ کافی وقت گزر جانے کے بعد بھی اَلْحَمْدُلِلّٰہ! آپ کا جسم شریف بالکل صحیح، سلامت تھا (اسد الغابۃ طلحۃ بن عبید اللہ، ج۳، ص۸۷ ملخصاً، داراحیاء التراث العربی بیروت)۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کریم کے نیک بندوں کے جسم قبروں میں بھی صحیح رہتے ہیں۔

---

134 "ماں کی سو(100) جانیں"

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ عَنْہ اپنی ماں کے بڑے فرمانبردار (باتیں ماننے والے obedient) تھے۔ ہر حکم مانتے اور کبھی اپنی ماں کی نافرمانی (disobedience) نہ فرماتے تھے۔ آپ کی ماں غیر مسلم تھی اور اپنے دین پر سختی سے عمل کرتی تھی۔ جب آپ مسلمان ہوئے تو آپ کی غیر مسلم ماں بہت پریشان ہوئی اور کہنے لگی: اے میرے بیٹے! یہ تو نے کیا کیا؟ تو نے اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ دیا؟ تو نے آج تک کبھی میری نافرمانی نہیں کی! اب تو میری یہ بات بھی مان اور اسلام چھوڑ دے، اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں نہ تو کھاؤں گی اور نہ پیوں گی، بھوکی پیاسی (hungry and thirsty) مر جاؤں گی۔ میری موت تیری وجہ سے ہوگی اور لوگ تجھے ماں کا قاتل (killer) کہئیں گے۔ یہ کہہ کر واقعی (really) اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا، دھوپ میں بیٹھ گئی، اور کچھ نہ کھانے پینے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی۔

سُبْحَانَ اللہ! قربان جائیے حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی اللہ کریم اور نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے محبّت پر، ماں کی یہ حالت (condition) دیکھ کر بھی آپ ایمان (faith) پر ہی رہے۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے عشق و محبّت بھرے انداز (style) میں گویا یوں فرمایا: اے میری ماں! اگر کوئی دنیاوی بات ہوتی تو میں ہرگز تیری نافرمانی (disobedience) نہ کرتا مگر یہ معاملہ (case) اللہ کریم کے دین اور نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کی محبّت کا ہے، تیری ایک جان تو کیا اگر سو(100)جانیں بھی ہوں اور ایک(1) ایک کر کے سب قربان کرنا پڑیں تو سب کو قربان کردوں مگر دینِ اسلام اور اپنے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو نہیں چھوڑوں گا(تفسیر البغوی، العنکبوت، تحت الآیۃ:۸، ج۳، ص۳۹۶ماخوذا)۔ اب تمھاری مرضی ہے کہ کھانا کھاؤ یا نہیں، جب ماں نے یہ بات سنی تو اُس نے کھانا کھالیا۔(ابن عساکر، حرف السین، ذکر من اسمہ سعد، ج۲۰، ص۳۳۱ملخصاً)

اس سچے واقعے سے ہمیں یہ درس(lesson) ملا کہ والدین کی بہت اہمیّت(importance) ہے، دنیاوی کام (جو شریعت نے منع نہیں کیے) میں اُن کی بات فوراً مانی جائے، چاہے والدین غیر مسلم ہی ہوں(مثلاً کھانا مانگیں تو دیں، دوائی منگوائیں تو لا کر دیں)۔ اگر والدین کسی دینی لازم کام(جیسے: فرض، واجب یا سنّت مؤکدہ) کو کرنے سے روکتے ہوں تب بھی وہ کام کریں گے (اور اب والدین کی بات نہیں مانیں گے) یا کسی گناہ(مثلاً فلم دیکھنے، گانوں کے پروگرام(program) میں جانے)کا حکم دیں تو اُن کی بات نہیں مانیں گے لیکن اُن کے ساتھ کسی طرح کی بدتمیزی(rudeness) بھی نہیں کریں گے۔ فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم: اللہ کریم کی نافرمانی کے کاموں میں کسی کی اطاعت جائز نہیں، اطاعت تو صرف نیکی کے کاموں میں ہے۔ (صحیح مسلم، ج۳، ص۱۴۹۶، حدیث ۱۸۴۰)

تعارُف(Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اُن دس(10) صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم میں سے ایک(1) ہیں کہ جنہیں **خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ایک ساتھ جنّت کی خوشخبری(good news) سنائی۔

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شان:

حضرت سالم بن عبدُاللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کہتے ہیں: مجھے میرے والد صاحب نے بتایا کہ ایک دن ہم پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اس دروازے سے ابھی ایک جنّتی شخص آئے گا۔ تو ہم نے دیکھا کہ اس دروازے سے حضرتِ سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اندر آئے۔

(کنزالعمال، کتاب الفضائل من قسم الافعال، الحدیث:۳۲۷۰۸، ج۱۳، ص۱۸۰)

----

135 ”ہر صحابیِ نبی، جنّتی جنّتی“

{1} نبیوں اور رسولوں (عَلَیْہِمُ السَّلَام) کے بعد ساری مخلوق (creatures) میں سب سے افضل (superior) حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ پھر حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ پھر حضرت عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ پھر حضرت مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ہیں (بہارِ شریعت ح۱، ص۲۴۱) {2} تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہم خیر اور بھلائی والے ہیں، ان کا جب بھی ذکر کیا جائے تو لازم ہے کہ اچھے الفاظ ہی کے ساتھ کیا جائے {3} تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہم جنّتی ہیں، وہ جہنّم کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے، قیامت کی بڑی گھبراہٹ (panic) انھیں غمگین (sad) نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال (welcome) کریں گے، (اور ان سے) کہیں گے کہ یہ وہ دن (ہے) جس کا (آپ) سے وعدہ (کیا گیا) تھا {4} کسی صحابی کے بارے میں بُرا عقیدہ رکھنا، بدمذہبی و گمراہی (اور جہنّم میں لے جانے والا کام) ہے {5} کوئی ولی کتنے ہی بڑے مرتبہ (یعنی کیسے ہی درجے) کا ہو، کسی صحابی کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔ (بہارِ شریعت ج۱، ص۲۵۳ تا ۲۵۴ بتغیر)

ہر صحابیِ نبی — جنّتی جنّتی
سب صحابیات بھی — جنّتی جنّتی
چار یارانِ نبی — جنّتی جنّتی
حضرتِ صدیق بھی — جنّتی جنّتی
اور عمر فاروق بھی — جنّتی جنّتی
عثمانِ غنی — جنّتی جنّتی

فاطمہ اور علی	جنّتی جنّتی
ہیں حسن، حسین بھی	جنّتی جنّتی
ہے اولادِ نبی	جنّتی جنّتی
ہر زوجہء نبی	جنّتی جنّتی
ہیں معاویہ بھی	جنّتی جنّتی
اور ابو سفیان بھی	جنّتی جنّتی

---

136 "دین سے محبّت"

مکّے شریف کے غیر مسلم اس بات سے بڑے پریشان تھے کہ اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا ہے اور لوگ مسلمان ہوتے جارہے ہیں۔ان کے ایک سردار(chief)نے کہا کہ اس کا صرف ایک ہی حل ہے اور وہ یہ کہ جو شخص اسلام کی طرف بلاتا ہے اسے ختم کر دیا جائے۔یہ سن کر تمام لوگ کہنے لگے کہ اسلام کو پھیلانے والے(حضرت) مُحَمَّد بن عبداللہ(صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم) ہیں، لیکن انہیں شہید (یعنی قتل-murder) کرنا آسان نہیں۔ فوراً ایک بہادر(brave man)آدمی کھڑے ہوئے اور کہا: **"یہ کام میں کروں گا"**۔ تمام لوگ حیران(surprise)ہوئے لیکن سب کو یقین(believe)تھا کہ یہ شخص ایسا کرسکتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی طاقت اور بہادری میں بہت مشہور (famous)تھے۔پھر وہ بہادر شخص(brave man) تلوار(sword) لے کر اس بُری نیّت سے اپنے گھر سے نکلے۔ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک شخص سامنے سے آگیا،اس نے پوچھا: خیریت ہے! تلوار لیے کہاں جارہے ہیں؟۔ بہادر شخص نے کہا: میں(حضرت) مُحَمَّد بن عبد اللہ(صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو (مَعَاذَ اللہ! یعنی اللہ کریم کی پناہ) شہید کرنے جارہاہوں۔اس آدمی نے کہا: پہلے اپنے گھر کو تو

دیکھ لیں، تمہاری بہن اور اُسکا شوہر (یعنی بہنوئی) دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔

یہ سنتے ہی وہ بہادر غصّے سے اُن کے گھر پہنچ گئے، جہاں وہ قرآن پاک کی تلاوت کر رہے تھے۔ بہن نے دروازہ کھولا تو اُنہوں نے اپنی بہن اور بہنوئی دونوں پر غصّہ کرتے ہوئے پوچھا: کیا تم دونوں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ کر نئے دین میں چلے گئے ہو؟ اور غصّے میں بہن و بہنوئی دونوں کو مارنا شروع کر دیا اور بہت مارا۔ پھر وہاں موجود قرآنی آیتوں کو دیکھ کر کہنے لگے: یہ کیا ہے؟ بہن نے کہا: یہ اللہ کریم کا کلام **"قرآن مجید"** ہے، آپ ناپاک ہیں اِسے ہاتھ نہیں لگا سکتے، **ہاں!** غسل کر لیں پھر اسے پکڑ سکتے ہیں۔ اُنہوں نے غسل کیا اور پھر پڑھنے لگے تو یہ آیت سامنے آگئی، ترجمہ (Translation): **بیشک میں ہی اللہ (کریم) ہوں، میرے سوا کوئی معبود (ایسا) نہیں (کہ جس کی عبادت کی جاسکے) تو میری عبادت کر اور میری یاد کے لیے نماز قائم رکھ** (پ۱۶، سورۃ طٰہ، آیت ۱۴) (ترجمہ کنز العرفان)۔ یہ پڑھ کر اُن کی سوچ بدل گئی اور وہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس جا کر مسلمان ہو گئے۔ (تاریخ الخلفاء، ص۱۱۱، سیرت سید الانبیاء، ص۱۰۳، مفہوماً بالتغیر)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ اللہ کریم اور نبیِ پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبّت کی بہت برکتیں (blessing) ہیں اور اسی محبّت کی وجہ سے انسان، ہر حالت (condition) میں اسلام ہی پر رہتا ہے بلکہ اس کی برکت (blessing) سے دوسروں کو بھی فائدہ ملتا ہے جیسا کہ اس واقعے سے پتا چلا کہ جو اپنی بہن کو دین سے دور کرنے آئے تھے وہ خود مسلمان ہو گئے۔

تعارُف (Introduction):

مسلمان ہونے والے بہادر شخص، امیر المؤمنین، حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ہیں۔ قرآنِ پاک کو پکڑنے سے روکنے والی آپ کی بہن، اُمّ جمیل، حضرت فاطمہ بنت خطاب رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اور دین اسلام کی محبّت میں مار کھانے والے جنّتی صحابی حضرت **سعید بن زید** رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ تھے۔

جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کی شان:

جنّتی صحابی، حضرت سعید بن زید رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اُن دس(10) صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ میں سے ایک (1) ہیں کہ جنہیں ایک ساتھ **خاتَمُ النَّبِیِّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جنّت کی خوشخبری (good news) سنائی۔ایک روایت میں اس طرح ہے کہ سعید بن زید جنّتی ہیں اور جنّت میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے رفیق(یعنی ساتھی) ہونگے (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۳۵)۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جب اپنا نبی ہونا لوگوں کو بتایا تو یہ شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے۔(الاصابۃ، حرف السین المھملۃ ملخصًا)

---

137 "بہت بڑی مچھلی"

حضرتِ جابِر بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا فرماتے ہیں، ہمارے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہم (تین سو لوگوں) کو قبیلہ (tribe) قُریش کی طرف بھیجا اور حضرتِ اُبو عُبَیدہ بن جرّاح رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو ہمارا سِپہ سالار (یعنی نگران، امیر، leader) بنایا اور ہمیں کھجوروں کی ایک بوری(بڑی تھیلی) بھی دی۔ حضرتِ ابوعُبَیدہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ ہمیں (روزانہ) ایک ایک کھجور دیتے، ہم اس کو چُوستے جس طرح بچّہ (منہ میں رکھ کر) چُوستا ہے اور اُوپر سے پانی پی لیتے۔ ایک دن اور رات تک کے لیے، یہی کھانا ہوتا۔ اسی طرح ہم دَرَختوں سے پتّے گراتے اور انھیں پانی میں ڈال کر کھالیتے۔

حضرتِ جابِر بن عبد اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب ہم سَمُندر (sea) کے قریب سے گزرے تو ہمیں ایک بہت ہی بڑی مچھلی نظر آئی۔ وہ اتنی بڑی مچھلی تھی کہ ہم تین سو(300) لوگ ایک مہینے تک اُسے کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم صحت مند (healthy) ہوگئے۔ حضرتِ جابِر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یہ بھی کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ ہم اُس کی آنکھ کے گڑھے (یعنی سوراخ) سے مٹکے بھر بھر کر چَربی (fat) نکالتے اور ہم اُس (مچھلی) سے گائے جتنے بڑے بڑے ٹکڑے کاٹتے۔ (اس مچھلی کی آنکھ کا سوراخ اتنا بڑا تھا کہ) تیرہ (13) آدمی اس کی آنکھ کے گڑھے (یعنی سوراخ) میں بیٹھ گئے۔ ایک مہینے بعد ہم نے اس کے خشک گوشت (dried meat) کے

ٹکڑے سفر میں ساتھ رکھ لئے۔ جب ہم مدینہ منوّرہ پہنچے تو سرکار مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس حاضِر ہوئے (یعنی آئے) اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس مچھلی کے بارے میں بتایا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: وہ رزق (روزی، کھانا) تھا جو اللہ کریم نے تمہارے لیے پیدا کیا۔ کیا تمہارے پاس اُس گوشت میں سے کچھ ہے؟ (اگر ہو تو) ہمیں بھی کھلاؤ۔ ہم نے حضورِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس (مچھلی) کا گوشت بھیجا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اُس میں سے کھایا۔ (صحیح مسلم ج۲ ص۱۰۷۴ رقم الحدیث ۱۹۳۵، مُلخصاً)

حدیثِ پاک میں موجود واقعے سے ہمیں پتا چلا کہ اللہ کریم کی راہ میں جو بھی سفر کرتا ہے، اللہ کریم کی اس پر خوب رَحمتیں ہوتی ہیں، مصیبتوں وغیرہ میں آسانیاں ہو جاتی ہیں۔ ہر مسلمان کو صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کی کوششوں (efforts) سے سبق (lesson) حاصل کرتے ہوئے، دین کے کام کے لیے کوششیں کرنے کیلئے تیار رہنا چاہیے۔

تَعارُف (Introduction):

جنّتی صحابی، حضرت اُبوعُبَیدہ بن جرّاح رَضِیَ اللہُ عَنْہ اُن دس (10) صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ میں سے ایک (1) ہیں کہ جنہیں **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرسَلین، رَحمَۃٌ لِّلْعٰلمین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایک ساتھ جنّت کی خوشخبری (good news) سنائی۔ آپ شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ (الریاض النضرہ، ج۲، ص۳۴۶)

جنّتی صحابی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شان:

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ہر اُمّت میں ایک امین (یعنی امانت والا) ہوتا ہے اور اس اُمّت کے امین (یعنی امانت والے) اُبو عُبَیدہ بن جرّاح ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی، الحدیث: ۳۷۴۴، ج۲، ص۵۴۵) عُلَمائے کرام فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے امین (یعنی امانت والے) ہیں، جیسے کہا جاتا ہے کہ زید جیسا عالم ہونے کا حق ہے ویسا عالم ہے۔ سارے صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ امانت والے ہیں مگر **حضرت اُبوعُبَیدہ بن جرّاح** رَضِیَ اللہُ عَنْہ اوّل نمبر امانت دار تھے۔ (مراٰۃ المناجیح، ج۸، ص۴۴۷، مُلخصاً)

---

138 ”عشرہ مبشّرہ (دس خوش نصیب صحابہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ)“

{1} قرآن وحدیث سے پتا چلتا ہے کہ سب صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ جنّتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے بہت سے صحابہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ کو مختلف وقتوں (different times) میں جنّت کی خوشخبری (good news) سنائی ہے اور اللہ کریم کے دیے ہوئے علم سے دنیا ہی میں ان کے جنّتی ہونے کا اعلان (announcement) فرمادیا مگر دس (10) ایسے خوش نصیب (lucky) اور بزرگ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ ہیں کہ جن کو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے ایک ساتھ ان کا نام لے کر جنّتی ہونے کی خوش خبری (good news) سنائی، ان خوش نصیبوں (lucky people) کو "عشرہ مبشرہ" کہا جاتا ہے۔

{2} حضرت عبدُالرَّحمٰن بن عَوف رَضِیَ اللہُ عَنۡہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

(۱) ابو بکر جنّتی ہیں، (۲) عمر جنّتی ہیں، (۳) عثمان جنّتی ہیں، (۴) علی جنّتی ہیں، (۵) طلحہ جنّتی ہیں، (۶) زبیر جنّتی ہیں، (۷) عبد الرحمن بن عوف جنّتی ہیں، (۸) سعد بن ابی وقاص جنّتی ہیں، (۹) سعید بن زید جنّتی ہیں، (۱۰) ابو عبیدہ بن الجراح جنّتی ہیں (رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ)۔ (ترمذی، کتاب المناقب، ج۲، ص۲۱۶، حدیث:۳۷۶۸)

{3} تمام صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنۡہُمۡ میں سب سے افضل (superior) اور اعلیٰ "عشرہ مبشرہ" ہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۳۶۳)

---

139 ”نفلی حج سے منع کردیا“

ہماری پیاری امّی جان، اُمُّ المؤمنین حضرتِ سَودہ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا فرض حج کر چکی تھیں۔ جب آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا سے نفلی حج و عمرہ کے لئے عرض کی گئی تو فرمایا: میں فرض حج کر چکی ہوں۔ میرے ربّ نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ خدا کی قسم! اب میں نہیں بلکہ (میری موت کے بعد) میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔ اس بات کو بتانے والے راوی، فرماتے ہیں: خدا کی قسم! اس کے بعد زندگی کے آخری سانس تک آپ رَضِیَ اللہُ عَنۡہَا گھر سے

باہَر نہیں نکلیں۔(تفسیر دُرِّ منثور ج۶ص۵۹۹)

اس واقعے(incident)سے سیکھنے کو ملا کہ اُمَّھاتُ الْمُؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کے نزدیک پردے کی کتنی زیادہ اہمیّت(importance) تھی کہ آپ نفلی حج کے لیے بھی نہ جاتی تھیں لھذا ہمیں پردے پر شروع ہی سے توجّہ(attention)دینی چاہیے۔

بچّوں اور بچّیوں کو شروع سے ہی الگ رہنا چاہیئے۔بچّیوں کو شروع سے ہی دوپٹے اور اسکارف(scarf) وغیرہ کی عادت ہونی چاہیئے۔ اسی طرح مردوں، لڑکوں، پڑوسیوں،cousins وغیرہ سے الگ رہنا چاہیئے۔ مردوں سے قرآن پاک اور دیگر تعلیم(other educations) بھی نہیں لینی چاہیئے۔**یاد رہے کہ (1)**بچّی جب پندرہ(۱۵) سال کی ہوگئی توسب غیر محرموں (یعنی جن سے نکاح ہو سکتا ہو)سے پردہ واجب(ضروری اور لازم)ہو جاتا ہے، اسی طرح(2) اگر نو (۹) سے پندرہ (۱۵) کے درمیان بالغہ(grownup)ہو گئی تو(بھی پردہ)واجب ہے اور(3) اگر پندرہ (۱۵) سال سے پہلے بالغہ نہ ہوئی تو، نو(۹) سال کی عمر کے بعد نابالغہ (بچّی) کو پردہ کرنا ثواب کا کام ہے یعنی غیر محرم رشتہ داروں مثلاً خالہ زاد ، ماموں زاد،پھوپھی زاد، چچا زاد، تایازاد (cousin)،خالو، پھوپھا(uncle)، بہنوئی(brother in law)بلکہ اپنے نامحرم پیرومرشد اور پڑوسیوں سے بھی پردہ کریں(4) مگر بارہ(۱۲)سال کی عمر کے بعد پردے کرنے کی سخت تاکید(emphasis)ہے کہ بارہ (۱۲)سال کی عمر کی لڑکی کے بالِغہ(grownup)ہو جانے کا وقت قریب ہے(فتاویٰ رضویہ ج۲۳ ص۶۳۹ بالتغیر)۔ **لیکن بچّیوں کو سات(۷)سال کی عمر سے دوپٹہ اور اسکارف(scarf)پہننے کی عادت بنانی چاہیے۔**

تَعَارُف(Introduction):

جنّتی صحابیہ، اہلِ بیتِ مُصطَفٰی، اُمُّ الْمُؤمنین، حضرتِ سودہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا مکّے شریف میں اُس وقت مسلمان ہو گئیں تھیں کہ جب اسلام کی دعوت کا سلسلہ نیا نیا شروع ہوا(newly started) تھا(مدارج النبوت،ج۲، ص۴۶۷ ملخصاً)۔ حضرتِ سودہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا جب حبشہ سے مکّہ شریف سے واپس تشریف لائیں تو خواب میں دیکھا کہ

خَاتَمُ النَّبِيّٖن، اِمَامُ الْمُرْسَلِين، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِين صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ان کے پاس تشریف لائے اور قدم مبارک (یعنی پیر شریف) ان کی گردن (neck) پر رکھا۔ آپ نے اپنا یہ خواب، اپنے پہلے شوہر حضرت سکران رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ کو سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر خواب ایسا ہی ہے جیسا کہ تم نے کہا تو میں بہت جلد وفات (یعنی انتقال) پا جاؤں گا اور پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے تمہارا نکاح ہو جائے گا۔ پھر کچھ دنوں بعد حضرت سکران رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ انتقال فرما گئے۔ (مدارج النبوت، قسم پنجم، ج۲، ص۴۶۷)

دوسری طرف حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، حضرت خدیجہ رَضِیَ اللّٰہ عَنْھَا کی وفات کے بعد سے اکیلے اکیلے سے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت خولہ بنت حکیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے عرض کی کہ آپ، سودہ سے نکاح فرما لیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی بات مان لی اور حضرت سودہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا سے نکاح فرما لیا۔

(زرقانی جلد۳ ص۲۲۹ و اکمال ص۵۹۹)

اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کی شان:

ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے درہموں (یعنی پیسوں) سے بھرا ہوا ایک تھیلا (bag) ہماری پیاری امّی جان، حضرت سودہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کو بھیجا۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لانے والے نے بتایا کہ درہم (یعنی پیسے) ہیں۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نے فرمایا کہ بھلا درہم کھجوروں کے تھیلے (bag) میں بھیجے جاتے ہیں یہ کہا اور اُٹھ کر اسی وقت ان تمام درہموں (یعنی رقم) کو مدینے پاک کے فقیروں میں تقسیم (distribute) کر دیا۔

(زرقانی جلد۳ ص۲۲۹ و اکمال ص۵۹۹)

---

140 "مہاجرین اور انصار"

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو مکّے کے غیر مسلموں نے بہت زیادہ تنگ کیا اور مسلمانوں کو بھی بہت تکلیفیں دیں پھر اللہ کریم نے مسلمانوں کو مکّے پاک سے مدینے شریف جانے کا حکم دیا تو ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم، حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہ عَنْہ کو ساتھ لے کر مکّے پاک سے مدینہ شریف آ گئے اور مسلمانوں میں

سے جس سے جس طرح ہو سکا، مدینے پاک پہنچے۔ جو مکّے سے آئے وہ مہاجر ہوئے اور جو مدینے میں پہلے سے تھے وہ انصار ہو گئے۔ انصار صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ نے مہاجرین صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ کا بہت ساتھ دیا۔ کسی انصاری نے اپنے مہاجر بھائی کو آدھا گھر دے دیا، کاروبار میں شریک(partner) کر لیا وغیرہ وغیرہ۔

غزوہ اُحد (ایک جنگ) سے جب واپس آرہے تھے تو ابو سفیان (جو اب تک مسلمان نہ ہوئے تھے) کہنے لگے کہ اگلے سال(next year) بدر (کی جگہ) میں ہم تم سے جنگ کریں گے۔ حضور انور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے ان کے جواب میں فرمایا: "اِنۡ شَاءَ اللّٰہ! (یعنی اللہ کریم نے چاہا تو)" جب وہ وقت آیا اور ابو سفیان مکّے والوں کو لے کر جنگ کے لیے آئے تو اللہ کریم نے ان کے دل میں ڈر ڈالا اور انہوں نے واپس جانے کا ذہن بنالیا۔ اب ابو سفیان کی نُعَیم بن مسعود سے ملاقات ہوئی تو کہا کہ اگر تم مدینے جاؤ اور کسی طرح بھی مسلمانوں کو میدانِ جنگ میں آنے سے روک دو تو میں تمھیں دس(10) اونٹ دوں گا۔ نُعَیم نے مدینے شریف پہنچ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کر رہے ہیں تو اُن سے کہنے لگا کہ تم جنگ کے لئے جانا چاہتے ہو اور مکّے والے بہت بڑا لشکر(trop) لے کر آئے ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم! تم میں سے ایک بھی زندہ واپس نہ آئے گا۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: خدا کی قسم، میں ضرور جاؤں گا چاہے میرے ساتھ کوئی بھی نہ ہو۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ستر (70) صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُم کو ساتھ لے کر "حَسۡبُنَا اللّٰہُ وَنِعۡمَ الۡوَکِیۡلُ" (ترجمہ: ہمیں اللہ کافی ہے اور کیا ہی اچھا کارساز (کام بنانے والے، کام سنوارنے والا) ہے) پڑھتے ہوئے چلے گئے اور بدر میں پہنچے، وہاں آٹھ (8) دن رُکے۔ غیر مسلم تو بھاگ چکے تھے اور ان کے پاس تجارت(trade) کا سامان ساتھ تھا اسے بیچا(sale کیا)، بہت فائدہ ہوا اور پھر سلامتی کے ساتھ مدینہ شریف واپس آئے۔ (خازن، اٰل عمران، تحت الآیۃ: ۱۷۲، ج۱، ص۳۲۵تا۳۲۶، مُلخصاً)

اسی سال ایک اور جنگ کے بعد انصار نے کہا کہ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ! صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اس جنگ میں جو مال ملا وہ سب آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ہمارے مہاجر بھائیوں کو دے دیجیے ہم اس مال میں سے کوئی چیز نہیں لیں گے تو حضور

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خوش ہو کر یہ دعا فرمائی کہ اَللّٰھُمَّ ارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَاَبْنَآءَ الْاَنْصَارِ وَاَبْنَآءَ اَبْنَآءِ الْاَنْصَارِ۔یعنی اے اللہ! انصار پر، اور انصار کے بچوں پر اور انصار کے بچوں کے بچوں پر رحم فرما (مدارج جلد ۲ ص ۱۴۸)۔ اسی سال ہماری پیاری امّی جان، اُمّ المؤمنین، حضرت بی بی زینب بنت خزیمہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کی وفات بھی ہوئی۔(مدارج النبوت، قسم سوم، ج ۲، ص ۱۴۹، ۱۵۰)

حدیثوں میں موجود اس واقعے سے ہمیں یہ سیکھنے کو ملا کہ مسلمان مسلمان بھائی بھائی ہیں، چاہے وہ کسی ملک، کسی قوم، کسی شہر، کسی قبیلے (tribe)، کسی برادری (community) سے تعلق (belong) رکھتے ہوں، سب کے سب مکّی مدنی، عربی آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے غلام اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

تعارُف (Introduction):

جنّتی صحابیہ، اہلِ بیتِ مصطفیٰ، اُمُّ المؤمنین، حضرتِ زینب بنتِ خزیمہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا غریبوں، مسکینوں سے بہت محبّت کرتیں اور ان کی مدد بھی کرتیں۔ یہاں تک کہ جب آپ ایمان نہ لائی (یعنی مسلمان نہ) تھیں، اُس وقت بھی آپ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کو اُمُّ المساکین پکارا جاتا۔ **اُمَّھَاتُ المومنین** رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ میں حضرتِ خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کے علاوہ (other) صرف آپ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا ہی نے **خاتَمُ النَّبِیِّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ظاہری زندگی میں انتقال کیا، اور حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انہیں دفن (buried) فرمایا۔(اُمَّھاتُ المؤمنین، ص ۳۸ ملخصاً) **اُمَّھَاتُ المومنین** رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ میں صرف آپ ہی کا جنازہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پڑھایا۔

اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کی شان:

ہماری پیاری امّی جان، حضرتِ زینب بن خزیمہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا ان (نیک) عورتوں میں سے ہیں جنھوں نے اپنی جانیں رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لیے ہبہ (یعنی گفٹ) کر دی تھیں (مراۃ ج ۵، ص ۱۷۱ اسوفٹ ایئر، ملخصاً)۔ ان کے بارے میں اللہ کریم نے یہ آیتِ مبارکہ نازل فرمائی: ترجمہ (Translation): اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب کی سب راضی (اور خوش) رہیں۔(ترجمہ کنز العرفان)(پ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۱)

---

141 ”اہلِ بیت سے محبّت کرو“

حضرتِ عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اہلِ بیت سے محبت:

حضرتِ عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: آلِ رسول (یعنی سیّد) کی ایک (1) دن کی محبّت ایک (1) سال کی عبادت سے بہتر ہے (الشرف المؤبد لآل محمد، ص ۹۲)۔ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ یہ بھی فرمایا کرتے تھے: اہلِ مدینہ میں فیصلوں اور وِراثت (یعنی مرنے کے بعد، میّت کے مال کو تقسیم کرنے) کا سب سے زیادہ علم حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَهُ الْکَرِیْم کو ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۳۵)

حضرت علّامہ یُوسف بن اسماعیل نَبہانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب اُمّت (nation) کے ان رہنماؤں (leaders) کا یہ طریقہ ہے تو کسی بھی مؤمن کو پیچھے نہیں رہنا چاہیے (یعنی ہر مسلمان کو ان کی عزّت کرنا لازم ہے)۔ (الشرف المؤبد لآل محمد، ص ۹۴)

صَحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم، اہلِ بیت رَضِیَ اللہُ عَنْھُم سے کتنی محبّت کرتے تھے کہ انہیں اپنی اولاد سے زیادہ پسند کرتے، ان کی ضَروریات (needs) کا خیال رکھتے، ان کو بہترین لباس اور دیگر (other) چیزیں تحفے (gifts) میں دیتے تھے، اُن کو دیکھ کر یا اُن کا ذِکرِ پاک (یعنی کہیں بھی اُن کی بات ہوتی تو) سُن کر رو پڑتے، ان کی تعریف کرتے اور جاننے والوں سے اُن کی شان (مقام، درجہ۔ rank) سنتے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ آلِ رسول (یعنی سیّد) کا بہت زیادہ ادب اور احترام (respect) کریں۔

کیوں نہ ہو رُتبہ بڑا اصحاب و اہلِ بیت کا

کیوں نہ ہو رُتبہ بڑا اصحاب و اہلِ بیت کا
ہے خُدائے مصطفیٰ، اصحاب و اہلِ بیت کا

آل و اصحابِ نبی سب بادشہ ہیں بادشاہ
میں فقط ادنیٰ گدا اصحاب و اہلِ بیت کا

میری جھولی میں نہ کیوں ہوں دو جہاں کی نعمتیں
میں ہوں منگتا، میں گدا اصحاب و اہلِ بیت کا

کیوں ہو مایوس اے فقیرو! آؤ آکر لوٹ لو
ہے خزانہ بٹ رہا اصحاب و اہلِ بیت کا

فضل ربّ سے دوجہاں میں کامیابی پائے گا ۔۔۔ دل سے جو شیدا ہوا اصحاب و اہلِ بیت کا
اے خدائے مصطفٰے! ایمان پر ہو خاتمہ ۔۔۔ مغفرت کر! واسطہ اصحاب و اہلِ بیت کا
جینا مرنا اُن کی اُلفت میں ہو یاربّ! اور ہو ۔۔۔ قربِ جنّت میں عطا اصحاب و اہلِ بیت کا
حشر میں مجھ کو شفاعت کی عطا خیرات ہو ۔۔۔ واسطہ یا مصطفٰے! اصحاب و اہلِ بیت کا
نور والے! قبر میری حشر تک روشن رہے ۔۔۔ واسطہ تم کو شہا! اصحاب و اہلِ بیت کا
ہر برس میں حج کروں، میٹھا مدینہ دیکھ لوں ۔۔۔ یاالٰہی! واسطہ اصحاب و اہلِ بیت کا
نزع میں حسنین کے نانا کا جلوہ ہو نصیب ۔۔۔ یاالٰہی! واسطہ اصحاب و اہلِ بیت کا
دے گناہوں سے نجات اور متقی مجھ کو بنا ۔۔۔ یاالٰہی! واسطہ اصحاب و اہلِ بیت کا
دردِ عصیاں کی دوا مل جائے میں بن جاوں نیک ۔۔۔ یاالٰہی! واسطہ اصحاب و اہلِ بیت کا
شاہ کی دُکھیاری اُمّت کے دُکھوں کو دور کر ۔۔۔ یاالٰہی! واسطہ اصحاب و اہلِ بیت کا
تنگدستی دُور ہو اور رِزق میں برکت ملے ۔۔۔ یاالٰہی! واسطہ اصحاب و اہلِ بیت کا
یاالٰہی! شکریہ عطّار کو تو نے کیا ۔۔۔ شعر گو، مِدحت سَرا اصحاب و اہلِ بیت کا

---

142 ”سب سے بہتر“

ہماری پیاری امّی جان، اُمُّ المؤمنین حضرتِ اُمّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا فرماتی ہیں کہ میں اپنے شوہر کے انتقال کے بعد وہ دعا کیا کرتی تھی جو پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے مسلمان کو مصیبت کے وقت پڑھنے کے لیے بتائی تھی۔ وہ دعا یہ ہے: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ط اَللّٰھُمَّ اُجُرۡنِیۡ فِیۡ مُصِیۡبَتِیۡ وَاَخۡلِفۡ لِیۡ خَیۡرًا مِّنۡہَا (ترجمہ: ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے (یعنی واپس ہونے) والے ہیں ط اے اللہ! مجھے اجر دے میری مصیبت میں اور میرے لئے اس سے بہتر عطا فرما)۔ اُمّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہَا فرماتی ہیں کہ میں کہتی تھی کہ ابو سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ سے بہتر کون ہو گا؟ لیکن پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ نے اسے پڑھنے کا فرمایا تھا تو میں پڑھا کرتی تھی۔ پھر

اللہ کریم نے مجھے ابو سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے بہتر عطا فرمادیے اور وہ اللہ کریم کے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تھے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، ص ۳۲۹، الحدیث: ۹۱۸، مُلخصاً)

اس حدیث شریف سے یہ درس (lesson) ملا کہ مُصیبت پر شور کرنے کے جگہ اللہ کریم سے دعا کرنی چاہیے۔ اللہ کریم چاہے گا تو آسانیاں مل جائیں گی۔ **یادرہے!** کسی کے انتقال پر آنسو آجانے اور رونے میں کوئی گناہ نہیں۔ مگر میّت کی جو عادتیں تھیں، اُنہیں بڑھا چڑھا کر بیان کرنا، زور زور سے چلا کر رونا، شور مچانا یہ ناجائز اور گناہ ہے (بہارِ شریعت ج ۱، ح ۴، ص ۸۵۴ ماخوذاً)۔

کسی کے انتقال پر اللہ کریم کے فیصلوں (decisions) پر اعتراض (objection) کرنا جیسے اے اللہ تو نے میرے دوست کو کیوں لے لیا؟ ابھی تو یہ چھوٹا تھا یا جوان تھا یا ابھی تو اس نے اپنی یا اپنے بچوں کی شادی بھی نہیں کی تھی۔ اس طرح کے جملے کہنا بہت خطرناک ہے کہ اللہ کریم پر اعتراض (objection) کرنا، اُس کو ظالم (یعنی ظلم کرنے والا) سمجھنا یا کہنا یہ سب "کُفر" ہیں۔ اس طرح کے جملے کہنے سے بندے کا ایمان بھی چلا جاتا ہے (یعنی وہ مسلمان نہیں رہتا) اور زندگی کے تمام نیک اعمال ختم ہو جاتے ہیں (28 کفریہ کلمات، ص ۲ ماخوذاً)۔ **یادرہے!** کسی کے کافر ہونے کا فیصلہ ہم نہیں کرسکتے، یہ عُلَمائے کِرام کا کام ہے۔ کسی نے اس طرح کی کوئی بات بولی تو "دارالافتاء اہلسنّت" سے پوچھ لیجئے۔

تَعَارُف (Introduction):

جنّتی صحابیہ، اہلِ بیتِ مُصطفیٰ، اُمُّ المؤمنین، حضرتِ اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو، آپ کے شوہر ابو سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے انتقال کے بعد حضرت ابو بکر و عمر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا نے اپنی اپنی طرف سے نکاح کا پیغام بھیجا لیکن حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے ان کے پیغام کو قبول (accept) نہ فرمایا پھر جب **خَاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمَامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی طرف سے نکاح کا پیغام آیا تو کہا: "**مَرْحَبًا بِرَسُوْلِ اللّٰہ**" (یعنی اللہ کے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خوش آمدید welcome) (مدارج النبوت، قسم پنجم، ج ۲، ص ۴۷۵)۔ اُمّ المؤمنین حضرتِ اُمّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کا انتقال اُمّھَاتُ المؤمنین میں سے سب سے آخر میں ہوا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنّت البقیع (جو کہ مدینے میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن (buried) کیا گیا۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، باب دوم درذکر ازواج مطہرات وی، ج۲، ص۴۷۵)

اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کی شان:

امامُ الحرمین کا بیان ہے کہ میں حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کے علاوہ(other)کسی عورت کو نہیں جانتا کہ اُن کی رائے(یعنی مشورہ)ہمیشہ درست(یعنی صحیح)ہو۔ صلح حدیبیہ کے دن جب(کافروں نے مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا تھا، تو)رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اپنی اپنی قربانیاں کر کے سب لوگ احرام کھول دیں(یعنی عمرے والے جو لباس پہنے ہیں وہ اتار کر دوسرے لباس پہن لیں)اور بغیر عمرہ کئے سب لوگ مدینے شریف واپس چلے جائیں کیونکہ اسی شرط(precondition)پر صلح(reconciliation with each other)ہوئی ہے۔ تو لوگ قربانی نہیں کر رہے تھے۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پریشان ہو گئے تو حضرت بی بی اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا نے یہ مشورہ دیا کہ یَارَسُوْلَ اللہ!(صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) آپ کسی سے کچھ بھی نہ فرمائیں اور خود اپنی قربانی ذبح کر کے اپنا احرام اتار کر دوسرا لباس پہن لیں۔ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ایسا ہی کیا، جب لوگوں نے دیکھا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے احرام کھول دیا ہے تو سب نے اپنی اپنی قربانیاں کر کے احرام اتار کر کپڑے بدل لیے اور سب لوگ مدینہ شریف واپس چلے گئے۔(زرقانی جلد۳ص۲۳۸ تا ۲۴۲ واکمال وحاشیۂ اکمال ص۵۹۹ ملخصاً)

حدیث شریف کی سب سے اہم کتاب "بُخاری شریف" میں موجود ہے کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے کچھ بال مبارک، حضرت اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کے پاس تھے۔ جب کوئی شخص بیمار ہوتا تھا تو ایک برتن میں پانی بھر کر بھیج دیتا تھا۔ ہماری پیاری امّی جان اُس پانی میں ان مبارک بالوں کو دھو کر واپس کر دیا کرتی تھیں۔ بیمار آدمی شفا(یعنی صحّت)حاصل کرنے کے لئے اس پانی کو پیتے تھے(یا اس سے غسل کر لیتے تھے اور بیماری ختم ہو جاتی تھی)۔(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب مایذکر فی الشیب، الحدیث ۵۸۹۶، ج۴، ص۷۶، ملخصاً)

---

143 ”پیاری امّی جان کا ہار(necklace)“

ایک جگہ سے مسلمانوں کا قافلہ مدینہ پاک واپس آرہا تھا کہ راستے میں کہیں رُکا، تو اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کسی ضرورت سے کونے (corner) میں تشریف لے گئیں، وہاں آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا ہار (necklace) ٹوٹ گیا تو آپ اُسے ڈھونڈنے لگیں۔ دوسری طرف قافلے والے یہ سمجھے کہ سب لوگ پورے ہیں اور وہاں سے قافلہ چل پڑا۔ جب حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا واپس تشریف لائیں تو اس خیال سے (یعنی یہ سوچ کر) وہیں بیٹھ گئیں کہ مجھے ڈھونڈنے کے لئے قافلہ ضرور واپس آئے گا۔ پہلے عام طور پر یہی ہوتا تھا کہ قافلے کے پیچھے گری ہوئی چیز اُٹھانے کے لئے کسی آدمی کی ذمہ داری (responsibility) لگائی جاتی تھی۔ اس قافلے میں یہ کام حضرت صفوان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کا تھا۔ جب وہ اس جگہ پر آئے اور اُنہوں نے آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو بیٹھے ہوئے دیکھا تو بلند آواز (loud) سے ”اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ (ترجمہ: ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں)“ کہا۔ حضرت عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا پردے میں تھیں۔ انہوں نے اپنی اُونٹنی بٹھائی اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کو اس پر بٹھا دیا اور خود اونٹ کو لے کر پیدل چلتے رہے اور قافلے والوں کے پاس پہنچ گئے۔

اس وقت منافقین (یعنی وہ کافر جو کلمہ پڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے مگر دل سے ایمان (believe) نہیں لائے تھے، غیر مسلم ہی تھے، ان لوگوں) نے غلط باتیں پھیلائیں۔ دوسری طرف اُمُّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا بیمار ہوگئی تھیں اور ایک مہینے تک بیمار رہیں تو انہیں کسی بات کا پتا نہیں چلا کہ اُن کے بارے میں منافقین (غیر مسلمین) کیا کہہ رہے ہیں۔ ایک دن اُن کو پتا چل گیا تو آپ اور زیادہ بیمار ہوگئیں۔ اس وقت پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر وحی نازل ہوئی (یعنی اللہ کریم کا پیغام (message) آیا) اور اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی پاکی میں قرآنِ پاک کی آیتیں اُتریں اور مدینے والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے منبر شریف (یعنی ایسی سیڑھیاں، جن پر امام صاحب کھڑے ہو کر جمعے کے دن عربی میں ایک قسم کا بیان کرتے ہیں) پر کھڑے ہو کر فرمایا: میں اپنے اہل

(یعنی گھر والوں) کے بارے میں بھلائی (goodness) کے علاوہ (other) کچھ نہیں جانتا۔ (بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الافک، ج۳، ص۶۱، الحدیث: ۴۱۴۱، مُلخصاً)

حضرت علی مرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے فرمایا کہ ایک جوں (lice) کا خون لگنے سے اللہ کریم نے آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نعلین (یعنی مُبارک چپل) اتارنے کا حکم دیا تو جب اللہ کریم آپ کی نعلین شریف (یعنی چپل مُبارک) پر اتنی سی (بُری) چیز کو پسند نہیں فرماتا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے اہل (یعنی گھر والوں) میں غلط چیزوں کو رکھے۔ (مدارک، النور، تحت الآیۃ: ۱۲، ص۷۷۲، ملخصًا)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح لکھتے ہیں: اللہ کریم نے قرآن کریم میں سترہ (17) آیتیں حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ عَنْھَا کی پاکی میں نازل فرمائیں جو قیامت تک مسجدوں میں، محفلوں میں تلاوت کی جائیں گی۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۹، ص ۱۰۸ ملخصاً)

برکت والی (blessed) حدیثوں میں موجود واقعے اور قرآن کی آیتوں کے نازل ہونے (یعنی یہ آیتیں آنے) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ اُمَّھَاتُ الْمُؤمِنِین رَضِیَ اللہ عَنْھُنَّ کی بہت بڑی شان ہے کہ جب ہماری پیاری امّی جان پر لوگوں نے اعتراض (objection) کیا (باتیں بنائیں) تو اللہ کریم نے قرآنی آیتوں میں اس کا جواب دیا۔ **یادرہے!** حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا پر تہمت یعنی آپ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کی پاکدامنی (پاکیزہ عورت ہونے) پر بے شرمی کے (گندے) الزام لگانے والا یقیناً "کافر" ہے۔ (بہارِ شریعت ح ۱، ص ۲۶۱ ملخصاً)

تَعَارُف (Introduction):

جنّتی صحابیہ، اہلِ بیتِ مُصطفیٰ، اُمُّ المؤمنین، حضرتِ عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا فرماتی ہیں: **خَاتَمُ النَّبِیِّین، اِمَامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: تم تین (3) راتیں مجھے خواب میں دکھائی گئیں ایک (1) فرشتہ تمہیں (یعنی تمہاری صورت) ریشم کے (خوبصورت کپڑے کے) ایک ٹکڑے میں لے کر آیا اور اس نے کہا: یہ آپ کی زوجہ ہیں (دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی) ان کا چہرہ کھولئے۔ پس میں نے دیکھا تو وہ تم تھیں میں نے کہا: اگر یہ خواب اللہ کریم کی طرف سے ہے تو وہ اِسے پورا کرے گا۔

(صحیح مسلم، الحدیث ۲۴۳۸، ص ۱۳۲۴ مع سنن الترمذی، الحدیث ۳۹۰۶، ج۵، ص ۴۷۰)

حضرت ابو موسیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ فرماتے ہیں: ہمیں کسی حدیث (پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فرمان) کے بارے میں کوئی مشکل ہوتی (یعنی فرمان سمجھ نہ آتا) تو ہم حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے پوچھتے اور وہ اس کے بارے میں بتا دیتیں (یعنی سمجھا دیتیں)۔ (سنن الترمذی، کتاب المناقب، الحدیث: ۳۹۰۸، ج۵، ص ۴۷۱)

اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی شان:

حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی شہزادی فاطمۃ (رَضِیَ اللہُ عَنْہَا) سے فرمایا: اے فاطمہ! رَضِیَ اللہُ عَنْہَا جس سے میں محبّت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبّت کرو گی؟ حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے عرض کیا: ضرور یارَسُولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں محبّت رکھوں گی۔ اس پر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: تم عائشہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا سے محبّت رکھو۔ (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، الحدیث ۲۴۴۲، ص ۱۳۲۵)

---

144 "اہلِ بیت کی محبّت"

{1} اہلِ بیتِ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم سے جو محبّت نہ رکھے، مردود (اور بہت ہی بُرا آدمی) ہے {2} حسنین کریمین (یعنی امام حَسَن رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور امام حُسَین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) یقیناً شہید (یعنی اللہ کریم کی راہ میں قتل (murder) ہوئے ہیں، ان میں سے کسی ایک کی شہادت کا انکار (denial) بھی گمراہی (اور جہنّم میں لے جانے والی بات) ہے (بہارِ شریعت ح۱، ص ۲۶۳ تا ۲۶۱ بتغیر) {3} یزید پلید (یعنی بُرا اور گندہ آدمی)، جہنّم میں لے جانے والے بہت سے کام کرنے والا، فاسق، فاجر (اور گناہ گار) تھا، اسی کی حکومت میں امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ شہید کیے گئے {4} یزید کے فسق و فجور (اور گناہوں) سے انکار (denial) کرنا اور امامِ مظلوم (کہ جن پر ظلم کیا گیا)، امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو غلطی پر کہنا، گمراہی (اور جہنّم میں لے جانے والی بات) ہے (فتاوی رضویہ، جلد ۱۴، ص ۵۹۲) {5} قادری سلسلہ اہلِ بیت سے چلا ہے، قادری سلسلے کے پیشوا (یعنی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد قادریوں کے سب سے پہلے شیخ اور پیر صاحب) حضرت مولیٰ علی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ ہیں۔ ان کے بعد امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ جو کہ اہل بیت

سے ہیں پھر امام زین العابدین رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ پھر امام باقر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ پھر امام جعفر رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ پھر امام موسیٰ کاظم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ پھر امام علی رضا رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ یہ سب حضرات بھی سیّد ہیں، یوں قادری سلسلہ اہلِ بیت اور سیّدوں کے سائے میں ہے۔(شرح شجرہ قادریہ ماخوذاً)

اللہ پاک ہمیں اور ہماری نسلوں کو صحابہ کرام اور اہلِ بیت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُم کی تعظیم (respect) کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ((یعنی اے اللہ! اس دعا کو) قبول فرما(ہمارے امانت دار (غیب اور چھپی ہوئی باتوں کی خبر دینے والے) نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی عزّت وشان کے صدقے میں)

ہر صحابیِ نبی	جنّتی جنّتی
سب صحابیات بھی	جنّتی جنّتی
چار یارانِ نبی	جنّتی جنّتی
فاطمہ اور علی	جنّتی جنّتی
ہیں حسن، حسین بھی	جنّتی جنّتی
ہر زوجہءِ نبی	جنّتی جنّتی

---

145 ”پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بستر کا ادب“

ہماری پیاری امّی جان، اُمُّ المؤمنین حضرتِ اُمّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کے والد ابوسفیان مدینے پاک میں اپنی بیٹی سے ملنے آئے اور بستر پر بیٹھنے لگے تو حضرتِ اُمّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نے بستر ہٹا دیا اور فرمایا یہ اللہ کریم کے پاک

رسول صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا پاک بستر ہے اور آپ شرک [1] کی وجہ سے ناپاک ہیں، اس لیے آپ اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ ابو سفیان اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس کے بعد حضرتِ ابو سفیان ایمان لاکر صحابی بن گئے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اور آپ کے بیٹے اور اُمُّ المؤمنین حضرتِ اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کے بھائی، حضرتِ امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ہیں کہ جو وحی (یعنی اللہ کریم کا پیغام) لکھا کرتے تھے۔ حضرت ہند رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اِن کی والدہ اور حضرتِ ابو سفیان رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی بیوی اور صحابیہ ہیں۔ یوں یہ خاندان صحابہ اور صحابیات کا خاندان ہے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ۔

اس واقعے (incident) سے پتا چلا کہ حضور صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا ادب (respect) والدین اور دنیا کے ہر شخص سے زیادہ ہے۔

تعارُف (Introduction):

جنّتی صحابیہ، اہلِ بیتِ مُصطفٰی، اُمُّ المؤمنین، حضرتِ اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا شروع ہی میں مسلمان ہوگئی تھیں (الطبقات الکبری لابن سعد، ج۸، ص۷۶)۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا فرماتی ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھے "یااُمَّ المؤمنین" کہہ رہا ہے، تو میں سمجھ گئی کہ **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مجھ سے نکاح فرمائیں گے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج۸، ص۷۷)

اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کی شان:

ہماری پیاری امّی جان، اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انھوں نے حضرتِ عائشہ اور حضرتِ اُمِّ سلمہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا سے کہا کہ مجھے وہ باتیں معاف کردو جو ایک شوہر کی بیویوں کے درمیان ہوجاتی ہیں۔ انہوں نے کہا اللہ کریم آپ کی مغفرت (یعنی بخشش) فرمائے اور آپ کو معاف فرمائے ہم نے بھی معاف کیا۔ اُمُّ المؤمنین اُمِّ حبیبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نے کہا اللہ کریم تمہیں خوش رکھے تم نے مجھے خوش کردیا۔

(مدارج النبوت، قسم پنجم، ج۲، ص۴۸۱)

---

(6) Topic number:111,114 میں "شرک" کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

---

146 "کُتّے گھروں میں نہ رکھیں"

ہماری پیاری امّی جان، اُمُّ المؤمنین حضرت میمونہ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کہتی ہیں کہ اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ایک دن صبح کو پریشان تھے اور یہ فرمایا کہ: جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے آج رات میں ملاقات (یعنی ملنے) کا وعدہ کیا تھا مگر وہ میرے پاس نہیں آئے۔ اللہ کی قسم اُنھوں نے وعدہ خلافی نہیں کی (یعنی اُن کے نہ آنے کی کوئی وجہ ہے)۔ اس کے بعد حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو خیال ہوا (سوچ اس طرف گئی) کہ خیمے (مکان وغیرہ) کے نیچے کُتے کا ایک بچہ ہے، اُسے نکالنے کا حکم دیا۔ پھر حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے ہاتھ میں پانی لے کر اُس جگہ کو دھویا۔ شام کو جبریل عَلَیْہِ السَّلَام آئے، تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کل رات آپ نے ملاقات (یعنی ملنے) کا وعدہ کیا تھا، پھر کیوں نہیں آئے؟ عرض کی، ہم اُس گھر میں نہیں آتے جس میں کُتا اور تصویر ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، الحدیث: ۸۲-(۲۱۰۵)، ص ۱۱۶۵)

اس حدیثِ مُبارک اور سچے واقعے سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ گھروں میں شوقیہ (بغیر ضرورت کے) کتّے نہیں رکھنے چاہئیں۔ حضرت علّامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: کچھ بچّے کتوں کے بچّوں کو شوقیہ (کھیلنے وغیرہ کے لیے) پالتے اور گھروں میں لاتے ہیں ماں باپ کو لازم ہے کہ بچوں کو اس سے روکیں اور اگر وہ نہ مانیں تو سختی کریں (جنّتی زیور، ص ۴۴۱)۔ کتّے سے مراد بغیر ضرورت صرف شوق کے لیے پالا ہوا کتا ہے (مراۃ ج ۱، ص ۴۳۹ سوفٹ ایئر، مُلخصاً)۔ حفاظت (security) کے کتّے کا یہ حکم نہیں (مراۃ، ج ۵، ص ۷۸۸ سوفٹ ایئر، مُلخصاً) یعنی حفاظت (security) کے لیے کتے رکھ سکتے ہیں مگر شوقیہ نہیں رکھ سکتے۔ **یہ بھی یاد رہے کہ!** صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ اور اُمّھات المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ کا زمانہ (age)، تربیت (training) کا زمانہ تھا، اس میں شرعی حکم آہستہ آہستہ بتائے جارہے تھے۔ جب انہیں کوئی نیا شرعی حکم یا نیا دینی مسئلہ بتایا جاتا تو فوراً اُس پر عمل کرتے۔

تصویر سے مراد جاندار(مثلاً انسان یا جانور) کی تصویریں ہیں جو شوقیہ بلاضرورت ہوں اور احترام (respect) سے رکھی جائیں لہذا نوٹ، روپیہ، پیسہ کی تصاویر اور وہ تصویریں جو زمین پر ہوں اور پاؤں میں آئیں، ان کی وجہ سے فرشتے آنے سے نہیں رُکتے۔ بچّوں کی گڑیاں رکھنا اور بچّوں کا ان سے کھیلنا جائز ہے(مراۃ ج۶،ص۳۳۰سوفٹ ایئر،ملخصاً)۔ **اہم بات!** ٹی وی پر نظر آنے والا انسان، تصویر نہیں بلکہ عکس(یعنی سایہ shadow) ہے۔ جس طرح آئینے (mirror)میں نظر آنے والا عکس تصویر نہیں، پانی پر اور چمکدار چیز مثلاً اسٹیل (steel) اور پالش کئے ہوئے ماربل(marble) پر بننے والا عکس تصویر نہیں۔ اسی طرح شعاعوں(rays) سے بننے والے عکس کو تصویر نہیں کہہ سکتے۔(ٹی وی اور مووی ص ۲۶ ماخوذاً)

تعارُف(Introduction):

جنّتی صحابیہ، اہلِ بیتِ مُصطفیٰ، اُمُّ المؤمنین، حضرتِ میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کو جب **خاتَمُ النَّبِیّٖن، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلمِین** صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف سے نکاح کا پیغام(proposal) ملا تو اُس وقت وہ اونٹ پر بیٹھی ہوئی تھیں، آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے فرمایا: اونٹ اور جو اس پر ہے اللہ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے ہے(التفسیر القرطبی، الجزء الرابع عشر، الاحزاب:۵۰، ج۷، ص۱۵۴)۔ مکّہ مکرّمہ سے باہر مدینہ روڈ پر "نَوارِیہ" کے قریب آپ کا مزار شریف آج بھی موجود ہے۔ یہ مزار مبارک سڑک کے بیچ میں ہے۔ لوگوں کا کہنا ہے کہ سڑک کی تعمیر(construction) کیلئے اِس مزار شریف کو شہید کرنے (یعنی ختم کرنے، توڑنے) کی کوشش کی گئی تو ٹریکٹر(tractor) اُلٹ جاتا تھا، لھذا اس کے چاروں طرف دیوار بنادی گئی۔ ہماری پیاری امّی جان مَیمُونہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی شان مرحبا! (عاشقانِ رسول کی 130 حکایات ص ۲۴۵، ۲۴۴ ملخصاً)

اُمُّ المؤمنین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی شان:

اُمُّ المؤمنین حضرتِ عائشہ صِدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرماتی ہیں کہ حضرت میمونہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا ہم میں سب سے زیادہ اللہ کریم سے ڈرنے والی اور صلۂ رحمی(رشتہ داروں سے اچھا سلوک) کرنے والی تھیں۔(مستدرک، ج۵، ص۴۲، حدیث:۶۸۷۸)

---

147 ”اُمَّھَاتُ الْمومنین رَضِیَ اللہُ عَنْھُنَّ“

{1} اللہ کریم نے فرمایا: اے نبی کی بیبیو (wives)! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو (پ۲۲، الاحزاب:۳۲) {2} اللہ کریم فرماتا ہے: اور اِس (نبی) کی بیبیاں ان (اُمتیوں۔nation) کی مائیں ہیں (پ۲۲، الاحزاب:۶) {3} اللہ کریم نے فرمایا: اور جب تم ان (مبارک بیبیوں) سے برتنے (یعنی استعمال کرنے) کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو (پ۲۲، الاحزاب:۵۳) {4} ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تمام مُبارک بیبیاں اُمّت (nation) کی مائیں ہیں اور ہر اُمّتی کے لیے اپنی حقیقی ماں (real mother) سے بڑھ کر ان کی تعظیم (respect) کرنا لازم ہے {5} اُمَّھَاتُ الْمؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنھن کی تعداد گیارہ (۱۱) ہے {6} اُمَّھَاتُ الْمؤمنین کے نام یہ ہیں: (۱) حضرتِ خدیجہ بنت خویلد رَضِیَ اللہُ عَنْہا (۲) حضرتِ عائشہ بنت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہا (۳) حضرتِ حفصہ بنت عمر فاروق رَضِیَ اللہُ عَنْہا (۴) حضرتِ اُمّ حبیبہ بنت ابو سفیان رَضِیَ اللہُ عَنْہا (۵) حضرتِ اُمّ سلمہ بنت ابو امیہ رَضِیَ اللہ عَنْہا (۶) حضرتِ سودہ بنت زمعہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا (۷) حضرتِ زینب بنت جحش رَضِیَ اللہُ عَنْہا (۸) حضرتِ میمونہ بنت حارث رَضِیَ اللہُ عَنْہا (۹) حضرتِ زینب بنت خزیمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا (۱۰) حضرتِ جویریہ بنت حارث رَضِیَ اللہُ عَنْہا اور (۱۱) حضرتِ صفیہ بنت حیی رَضِیَ اللہُ عَنْہا {7} ان گیارہ (۱۱) میں سے حضرت خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا اور حضرت زینب بنت خزیمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ظاہری زندگی میں انتقال فرما گئیں تھیں جبکہ نو (۹) بیبیاں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی وفات شریف کے وقت موجود تھیں {8} سب سے پہلے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرتِ خدیجہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا سے نکاح فرمایا اور جب تک وہ زندہ رہیں آپ نے کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں فرمایا (شرح العلامۃ الزرقانی، ج۴، ص۳۵۶ تا ۳۵۹) {9} اُمّ المومنین خدیجۃ الکبریٰ رَضِیَ اللہ عَنْہا ، اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ عَنْہا ، حضرت فاطمۃ الزھراء رَضِیَ اللہُ عَنْہا قطعی (یعنی یقینی) جنّتی ہیں اور انھیں اور بقیہ اُمَّھَاتُ الْمؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنھن اور صاحب زادیوں (یعنی دوسری بیٹیوں) رَضِیَ اللہُ عَنھن کو (بھی) تمام صحابیات رَضِیَ اللہُ عَنھن

پر فضیلت اور رتبہ (درجہ۔rank) حاصل ہے {10} اِن اہلِ بیت کی پاکیزگی کی گواہی قرآنِ عظیم نے دی (یعنی اللہ کریم نے اہلِ بیت کی شان ہمیں بتادی)۔(بہارِ شریعت ج ۱، ص ۲۶۳ تا ۲۶۱) {11} اُمّھَاتُ المؤمنین رَضِیَ اللہُ عَنْھن کو صحابیت کا درجہ بھی حاصل ہے (یعنی ہر اُمّ المؤمنین، صحابیہ بھی ہیں) {12} تمام صحابہ اور صحابیات رَضِیَ اللہُ عَنْھم خیر اور بھلائی والے ہیں، ان کا جب بھی ذکر کیا جائے تو لازم ہے کہ اچھے الفاظ ہی کے ساتھ کیا جائے {13} تمام صحابہ اور صحابیات جنّتی ہیں، وہ جہنّم کی ہلکی سی آواز بھی نہ سنیں گے، قیامت کی بڑی گھبراہٹ (اور پریشانی) انھیں غمگین (sad) نہ کرے گی، فرشتے ان کا استقبال (well come) کریں گے اور ان سے کہیں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا {14} کسی صحابی یا صحابیہ کے لیے بُرا عقیدہ (belief) رکھنا، بدمذہبی و گمراہی (یعنی جہنّم میں لے جانے والا عقیدہ رکھنا والی بات) ہے۔(بہارِ شریعت ح ۱، ص ۲۵۳ تا ۲۵۴ بتغیر)

---

148 ”آسمان سے پانی کا ڈول آگیا“

پیارے آقا مدینے والے مُصطفٰی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب مکّے شریف سے مدینہ شریف تشریف لے گئے تو حضرت اُمِّ اَیمن رَضِیَ اللہُ عَنْھَا (جو کہ دودھ کے رشتے سے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی والدہ ہیں) سخت گرمی میں مکّے شریف سے مدینہ شریف جانے کے لیے پیدل ہی نکل گئیں اور آپ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کا روزہ بھی تھا۔ راستے میں اتنی سخت پیاس لگی کہ ایسا لگتا تھا کہ آپ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا کا انتقال ہو جائے گا۔ جب سُورج غروب ہو گیا اور افطار کا وقت ہو گیا تو آسمان سے ایک ڈول (یعنی پانی کا برتن)، سفید رسّی سے بندھا ہوا اُترا اور اتنا نیچے آگیا کہ حضرت اُمِّ اَیمن رَضِیَ اللہُ عَنْھَا نے اسے پکڑ لیا اور اُس میں سے پیا یہاں تک کہ آپ کی پیاس ختم ہو گئی۔ اس کے بعد ساری زندگی آپ کو پیاس نہ لگی، سخت گرمی کے دن دھوپ میں آپ باہر نکل جاتیں تا کہ آپ کو پیاس لگے لیکن پھر بھی پیاس نہ لگتی تھی۔(دلائل النبوۃ، ج ۱، ص ۱۲۵، مُلخصاً)

اس سچے واقعے سے پتا چلا کہ اللہ کریم کی رضا اور خوشی کے لیے ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرنے والوں

کی اللہ کریم مدد فرماتا ہے۔

تعارُف(Introduction):

پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دودھ پلانے والی والدہ، حضرت اُمِّ اَیمن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا وہ خوش نصیب (lucky) خاتون ہیں کہ جنہوں نے حضور اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بچپن (childhood) میں بہت زیادہ خدمت (service) کی ہے یعنی ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی برکتیں (blessing) حاصل کیں۔ یہی آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کھانا کھلایا کرتی تھیں، کپڑے پہنایا کرتی تھیں، کپڑے دھویا کرتی تھیں (کراماتِ صحابہ، ص ۳۳۵)۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نفل روزے رکھنے والی، بہت عبادت کرنے والی اور اللہ کریم کے خوف سے رونے والی خاتون تھیں (حلیۃ الاولیاء، ج۲، ص۸۰)۔ جب حُضُور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنا نبی ہونا لوگوں کو بتایا، تو شروع ہی میں آپ مسلمان ہو گئی تھیں (اسد الغابۃ، ج۷، ص۳۲۵)۔ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے: **اُمُّ اَیْمَنَ اُمِّی بَعْدَ اُمِّی** یعنی میری والدہ کے بعد اُمِّ اَیمن میری ماں ہیں۔ (المواہب اللدنیۃ، ج۱، ص۴۲۸، ملخصاً)

دودھ کے رشتے کی والدہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی شان:

ایک مرتبہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا کہ جو کسی جنّتی خاتون سے نکاح کرنا چاہتا ہے وہ اُمِّ اَیمن سے نکاح کرلے۔ حضرتِ زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ نے ان سے نکاح کرلیا۔ (الاصابہ، ج۸، ص۳۵۹)

---

149 ”حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا کی بہادری (bravery)“

جنگِ خندق (یعنی ایک لڑائی) میں ایسا بھی ہوا کہ جب یہودیوں نے یہ دیکھا کہ ساری مسلمان فوج خندق (یعنی گڑھے وغیرہ) کی طرف جنگ میں مصروف (busy) ہے تو جس قلعہ (fort) میں مسلمانوں کی عورتیں اور بچے موجود تھے، کچھ یہودی وہاں پہنچے اور حملہ (attack) کر دیا اور ایک یہودی دروازہ تک پہنچ گیا، حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے اس کو دیکھ لیا اور حضرت حسان بن ثابت رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے کہا کہ تم اس کو مارو، ورنہ یہ جا کر دشمنوں کو بتا دے گا (کہ یہاں کوئی مرد نہیں) پھر خود حضرت صفیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا نے خیمہ (tent) کی ایک

چوب(یعنی خیمہ لگانے کی لکڑی) نکال کر اس کے سر پر اس زور سے ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا پھر خود ہی اس کا سر قلعے(fort) کے باہر پھینک دیا۔ یہ دیکھ کر حملہ کرنے والوں کو یقین ہو گیا کہ قلعے کے اندر بھی کچھ فوج موجود ہے اس ڈر سے انہوں نے پھر اس طرف حملہ(attack) نہیں کیا۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دور سے دیکھ رہے تھے اور حضرت صفیہ کے بیٹے حضرت زبیر رَضِیَ اللہُ عَنْہ ساتھ تھے، اُن سے فرمایا کہ اپنی والدہ کی بہادری(bravery) کو تو دیکھو۔(زرقانی، ج۲، ص۱۱۱ مع سیرت مصطفی، ۳۴۱ ملخصاً)

اس واقعے(incident) سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام ہمیں اتنی آسانی سے نہیں ملا، بلکہ شروع میں اسلام کے دشمن مسلمانوں کو ہر طرح سے ختم کرنے کی کوششیں کرتے تھے اور مسلمان بہادری سے ان کا مقابلہ(competition) کرتے تھے۔

تعارُف(Introduction):

حضرت صفیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پھوپھی (یعنی والد کی بہن) ہیں۔ آپ بہت ہی بہادر تھیں۔ 20 سنِ ہجری میں تہتر(73) سال کی عمر میں مدینہ پاک میں وفات پائی، اور دنیا کے سب سے زیادہ فضیلت والے قبرستان جنّت البقیع (جو کہ مدینے میں مسجد نبوی کے ساتھ ہے) میں دفن(buried) ہوئیں۔ آپ زبیر بن العوام رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی والدہ ہیں اور آپ کے بیٹے حضرت زبیر بن عوام "عشرہ مبشرہ" یعنی ان دس(10) خوش نصیب(lucky) صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُم میں سے ہیں جن کو حضور اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنّتی ہونے کی خوشخبری(good news) سنائی۔(زرقانی جلد۳، ص۲۸۷ تا ص۲۸۸ مع سیرت مصطفی ۷۰۱، ملخصاً)

حضرت صفیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی شان:

حضرت حمزہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی شہادت کے بعد جب **جنّتی صحابیہ، پھوپھی مُصطفیٰ، حضرتِ صفیہ** رَضِیَ اللہُ عَنْہَا اپنے بھائی کے پاس آنے لگیں تو **خاتَمُ النَّبِیّین، اِمامُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انکے بیٹے حضرت زبیر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو حکم دیا کہ اپنی والدہ کو روکیں۔ حضرت بی بی صفیہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا نے عرض کی کہ مجھے اپنے بھائی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو چکا ہے (کہ انہیں بہت بری طرح شہید(یعنی اللہ کریم کی راہ

میں جنگ کرتے ہوئے قتل۔murder کر دیا گیا ہے) لیکن میں اس کو اللہ کریم کی راہ میں کوئی بڑی بات نہیں سمجھتی، تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جانے کی اجازت دے دی۔ جب آپ، حضرت حمزہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے مُبارک جسم کے پاس گئیں اور دیکھا کہ پیارے بھائی کے کان، ناک، آنکھ سب کٹے ہوئے ہیں اور طرح طرح کے زخم ہیں تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا نے **اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ** (ترجمہ: ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں) کے علاوہ (other) کچھ بھی نہ کہا پھر ان کی مغفرت (یعنی بخشش) کی دعا مانگتی ہوئی چلی آئیں۔ (طبری، ص ۱۴۲۱، مُلخصاً)

---

150 ”حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دودھ پلانے والی مبارک خواتین“

{1} ”رضاعت“ یعنی بچوں کو ماں کے علاوہ (other) کسی عورت سے دودھ پلانے کا رواج (یعنی عادت، معمول اور ruten) شروع ہی سے ہے۔ اسی طرح عرب شریف میں بھی ”رضاعت“ (بچوں کو ماں کے علاوہ (other) کسی اور عورت سے دودھ پلانے) کا سلسلہ تھا۔ اسی وجہ سے چند نیک خواتین نے ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی رضاعی (یعنی دودھ کے رشتے سے) والدہ بننے کی سعادت حاصل کی۔ (سیرت رسول عربی ص ۵۴)

بچے کو (ہجری یعنی اسلامی) دو سال تک دودھ پلایا جاسکتا ہے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ دودھ پینے والا لڑکا ہو یا لڑکی اور یہ جو کچھ لوگوں میں مشہور ہے کہ لڑکی کو دو (۲) سال تک اور لڑکے کو ڈھائی سال (یعنی دو (۲) سال، چھ (۶) ماہ) تک دودھ پلا سکتے ہیں یہ صحیح نہیں (بہار شریعت ج ۱، ح ۷، ص ۳۶، مسئلہ ۱)۔ دودھ کے رشتوں میں پردہ نہیں مثلاً رضاعی ماں بیٹے اور رضاعی بھائی بہن میں پردہ نہیں۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: مگر ان سے پردہ کرنا ہی مناسب (اور بہتر) ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۲، ص ۲۳۵، ماخوذاً)

{2} حضرتِ حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کچھ اس طرح فرماتی ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دوسروں کے حقوق (rights) کا خیال رکھنے والے تھے، بلکہ بچپن شریف (childhood) میں بھی اپنے حصّے (share) کا دودھ پیتے (یعنی سیدھی طرف ہی جاتے) اور اپنے رضاعی (یعنی دودھ کے رشتے سے) بھائی کے حصّہ کی جگہ (اُلٹی طرف)

جاتے ہی نہ تھے، لہٰذا میں نے سمجھ لیا کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عدل و انصاف (equity) فرمانے والے ہیں (حکایتیں اور نصیحتیں ص ۵۸۲،ماخوذاً) ۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: رشتوں کا جیسا درجہ (rank) ہوتا ہے، اس کے مطابق (according) اُن کے ساتھ اچھا سلوک (good behavior) کرنے کا حکم ہے۔(رَدُّالمُحتار، ج۹، ص ۶۷۸، ملخصًا)

{3} جن خُوش قِسمت (lucky) خواتین نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دودھ پلایا، ان سب کو ایمان (faith) کی دولت نصیب ہوئی یعنی وہ مسلمان ہو گئیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں کہ امام ابُو بکر ابنِ عربی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جتنی عورتوں نے دودھ پلایا سب اسلام لائیں (فتاویٰ رضویہ، ج ۳۰، ص ۲۹۵)۔ ان کی تعداد (numbers) کے بارے میں مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو چار (۴) عورتوں نے دودھ پلایا: (۱) والدہ محترمہ حضرت آمنہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، (۲) حضرت ثویبہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، (۳) حضرت ام ایمن رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا، (۴) حضرت حلیمہ سعدیہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا۔ (مراۃ المناجیح، ج ۵، ص ۴۵، بتغیر)

---

151 "دنیا کی پہلی کشتی (boat)"

ہزاروں سال پہلے کی بات ہے، اللہ کریم کے نبی حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام دنیا میں موجود تھے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام اپنی قوم (nation) کو اسلام کی طرف بلاتے اور نیک کاموں پر لانے کی کوششوں (effort) کرتے تھے۔ 950 سال تک آپ عَلَیْہِ السَّلَام اللہ کریم کا پیغام پہنچاتے رہے (یعنی لوگوں کو مسلمان ہونے کا کہتے رہے) لیکن 80 لوگوں کے علاوہ (other) کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔ جب آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ سمجھ لیا کہ اب یہ مسلمان نہ ہونگے تو آپ نے اللہ کریم سے قوم کے خلاف (against) دعا کی، اللہ کریم نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو ایک کشتی (boat) بنانے کا حکم دیا اور آپ کی قوم پر آنے والے طوفان (storm) کی خبر دی۔ آپ عَلَیْہِ

السَّلَام نے ایمان لانے والوں (یعنی مسلمانوں) کے ساتھ مل کر **"دنیا کی پہلی کشتی"** بنانے کا کام شروع کر دیا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی قوم کے بُرے لوگ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کو طرح طرح سے تنگ (tease) کرتے تھے لیکن آپ عَلَیْہِ السَّلَام صبر (patience) کرتے رہے اور کشتی مکمل کرنے میں لگے رہے۔

طوفان کے آنے کی نشانی (sign) یہ بتائی گئی تھی کہ حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے گھر کے تندور (clay oven۔ جس میں روٹی پکاتے ہیں) سے پانی باہر آئے گا۔ ایک دن حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام نے پانی دیکھا تو پرندوں، جانوروں اور مسلمانوں کو کشتی میں بیٹھنے کا حکم دیا اور سب کشتی میں بیٹھ گئے۔ اتنی تیز بارش ہونے لگی کہ زمین کئی جگہوں سے پھٹ گئی اور اس میں سے بھی پانی نکلنے لگا، چالیس (40) دن تک یہ بارش ہوتی رہی، یہاں تک کہ اونچے اونچے پہاڑ بھی چالیس 40 گز تک پانی میں ڈوب گئے، کشتی میں موجود انسانوں اور جانوروں کے علاوہ (other) کوئی بھی زندہ نہ رہا۔

اس حکایت (واقعے) سے ہمیں پتا چلا کہ نبی (عَلَیْہِ السَّلَام) کی نافرمانی (disobedience یعنی بات نہ ماننے) میں نقصان ہی نقصان ہے اور ان کا حکم ماننے والا کامیاب (successful) ہوتا ہے۔

یہ کشتی کیسی تھی؟:

☆ یہ کشتی 300 گز لمبی (300 yards long)، 50 گز چوڑی (50 yards wide) اور 300 گز اونچی (300 yards high) تھی ☆ کشتی میں 3 منزلیں بنائی گئی تھیں (یعنی اس کے three levels تھے) ☆ سب سے نیچے والی منزل (ground floor) پرندوں وغیرہ کے لیے تھی ☆ درمیانی منزل (middle floor) جانوروں کے لیے ☆ جبکہ سب سے اوپر والی منزل (highest floor) انسانوں کے لیے ☆ یہ کشتی تقریباً 100 سال میں تیار ہوئی۔ (پ۱۲، ہود:۳۶تا۴۴، ملخصاً) (دُرِّ منثور، ج۴، ص۴۱۹ تا ۴۴۳، ملخصاً) (صاوی، ج۳، ص۹۱۳ تا ۹۱۴، ملخصاً) (ماخوذ از عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص۳۱۶ تا ۳۲۱)

تَعَارُف (Introduction):

حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کا مبارک نام عبدُ الغفّار اور لقب (title) "نوح" ہے کیونکہ آپ اللہ کریم کے ڈر

سے بہت زیادہ روتے تھے اس لیے آپ کو "نوح" (یعنی اللہ کریم کے خوف سے رونے والا) کہا گیا، آپ اللہ کریم کا بہت شکر ادا کرنے والے تھے، آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی نافرمان قوم (disobedient nation) پر جب اللہ کریم کا عذاب آیا (punishment ہوئی) تو جو لوگ کشتی میں آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ تھے، وہ زندہ تو رہے مگر اُن کے ہاں، اور بچّے نہیں ہوئے۔ اس طوفان (storm) کے بعد جتنے انسان ہوئے وہ سب حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد سے ہوئے۔ اس لیے حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کو "آدمِ ثانی" یعنی دوسرے آدم بھی کہا جاتا ہے لھذا حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کے بعد ہونے والے تمام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام یہاں تک کے ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بھی آپ کی اولاد سے ہیں۔ (سیرت الانبیاء ملخصاً مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، ۱۶۰ تا ۱۶۱، مُلخصاً)

---

152 "تین راتوں میں ایک طرح کا خواب"

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے تین (3) رات یہ خواب دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے: بے شک اللہ کریم تمہیں اپنے بیٹے کو ذبح کرنے (یعنی گلے پر چھری (knife) چلانے) کا حکم دیتا ہے (تفسیر کبیر ج۹، ص۳۴۶ مُلخصاً)۔ آپ اپنے بیٹے کی قربانی کرنے کے لیے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کو لے کر چلے۔ شیطان ایک آدمی کی شکل میں آیا کہنے لگا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ کریم نے آپ کو اس طرح بیٹے کی قربانی کا حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: اگر اللہ کریم نے مجھے اس بات کا حکم دیا ہے تو پھر میں اس حکم کو پورا کرونگا۔ پھر شیطان حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی امّی جان کے پاس آیا اور کہا کہ: ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلَام) آپ کے بیٹے کو لے کر انہیں ذبح کرنے کے لئے لے گئے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ کریم نے انہیں اِس بات کا حکم دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ہاجرہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا نے فرمایا: اگر اللہ کریم کا حکم ہے تو اُنہوں نے بہت اچّھا کیا۔ پھر شیطان حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس آیا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا کہ اگر اللہ کریم کا حکم ہے تو بَہُت اچّھا کر رہے ہیں۔ (مُستدرَک ج۳ ص۴۲۶، رقم ۴۰۹۴ مُلَخَّصاً)

اب شیطان سامنے آگیا اور آگے جانے سے روکنے لگا تو حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے تین (3) جگہ اُسے

سات(7)، سات (چھوٹے چھوٹے) پتھر مارے تو شیطان چلا گیا(تفسیرِ خازن ج۴،ص۲۴ مُلَخَّصًا۔ آج بھی حاجی ان تینوں(3) جگہوں پر کنکریاں مارتے ہیں)۔اب حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرتِ اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام سے فرمایا(ترجمہ۔Translation):اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ میں تجھے ذبح کررہاہوں۔اب تو دیکھ کہ تیری کیارائے ہے؟(ترجمہ کنز العرفان)(پ۲۳،سورۃ الصّٰفّٰت، آیت ۱۰۲)بیٹے نے یہ سُن کر جواب دیا(ترجمہ۔Translation):اے میرے باپ! آپ وہی کریں جس کا آپ کو حکم دیاجارہاہے۔اِنْ شَاءَاللّٰہ!(یعنی اللہ کریم نے چاہاتو)عنقریب(soon)آپ مجھے صبر(patience)کرنے والوں میں سے پائیں گے۔(ترجمہ کنز العرفان)(پ۲۳،سورۃ الصّٰفّٰت، آیت ۱۰۲)

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے جب حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹایا تو اللہ کریم کے حکم سے حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام جنّت سے ایک مینڈھا(یعنی دُنبہ۔sheep)لئے تشریف لائے اور دُور سے اُونچی آواز میں کہا:اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر، حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے جب یہ دیکھا اورآواز سنی تو کہا:لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَر، پھر حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام نے کہا:اَللّٰہُ اَکْبَر وَلِلّٰہِ الْحَمد(اس کے بعد سے اِن تینوں پاک حضرات کے ان مبارک الفاظ کواداکرنے کی یہ سنّت(یعنی طریقہ)قیامت تک کیلئے جاری ہوگئی:اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر وَ لِلّٰہِ الْحَمد) (بِنَایہ شرح ہِدایہ ج۳ص۳۸۷)۔ اللہ کریم نے فرمایا (ترجمہ۔Translation):اے ابراہیم(عَلَیْہِ السَّلَام)!بیشک ”آپ“نے خواب سچ کر دکھایاہم نیکی کرنے والوں کوایسا ہی صلہ(بدلہ، جزاء)دیتے ہیں۔(پ۲۳،سورۃ الصّٰفّٰت، آیت ۱۰۴،۱۰۵)(ترجمہ کنز العرفان،مُلخصاً)

اس واقعے سے ہمیں یہ درس(lesson)ملا کہ دین کے لیے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام نے بہت قربانیاں (sacrifices)دیں لھذا ہمیں بھی دین پر عمل کرنے کے لیے، سردی گرمی، خوشی اور غمی میں پانچوں وقت نماز پڑھنی ہے اوراللہ کریم کے دین کی تعلیمات(teachings)پر عمل کرنا ہے۔

جنّت سے آنے والے مینڈھے(یعنی دُنبے)کے سینگ کعبہ شریف میں رکھے رہے یہاں تک کہ یزید کی حکومت آگئی۔یزید کی فوج نے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیارے نواسے(Grandson)، امام حسین رَضِیَ

اللہُ عَنْہ کو شہید (یعنی قتل۔murder) کر دیا۔ اس کے بعد یزید نے بارہ (12) یا بیس (20) ہزار سپاہیوں (soldiers) کو بھیج کر مدینے پاک پر حملہ (attack) کر دیا۔ اب ان ظالم یزیدیوں نے **سات ہزار (7000) صحابہ کرام** رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کو شہید کیا، پھر یہ مکّے پاک آئے اور بہت سارے شیطانی کام کیے، یہاں تک کہ کعبۃ اللہ شریف کو بھی آگ لگ گئی، جس کی وجہ سے جنّتی مینڈھے (sheep) کے برکت والے (bleesed) سینگ بھی جل گئے۔ (سوانح کربلا ص ۷۸ ، مُلتَقِطاً مع مُسندِ امام احمد بن حنبل ج ۵ ص ۵۸۹ حدیث ۱۶۶۳۷ مع بیٹا ہو تو ایسا ص ۲ تا ۱۵)

تعارُف (Introduction):

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کا نام "ابراہیم بن تارخ" ہے۔ آپ کو اللہ کریم نے اپنا خلیل یعنی دوست بنایا اس لیے آپ کو خلیل اللہ یعنی اللہ کا دوست کہا جاتا ہے۔ آپ کے بعد والے تمام اَنْبِیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام اور ہمارے پیارے نبی "محمد" صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی آپ ہی کی اولاد سے ہیں اس وجہ سے آپ کو "اَبُوالْاَنْبِیاء" یعنی اَنْبِیائے کرام کے والد بھی کہا جاتا ہے آپ مہمان نوازی (hospitality) میں بہت مشہور تھے بغیر مہمان (guest) کھانا ہی نہیں کھاتے تھے آپ نے اپنے مکان کے چار (4) دروازے رکھے تھے تاکہ کوئی مہمان، بغیر کھائے پیے یہاں سے نہ جائے، آپ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ایک کپڑا بیچنے والے تاجر کے پاس سے گزرے تو فرمایا: تم اپنی تجارت کو لازم پکڑ لو کیونکہ تمہارے والد حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کپڑے بیچا (sell out) کرتے تھے۔ (سیرت الانبیاء ص ۲۵۶ تا ۲۶۲، ملخصا)

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کی شان:

حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اپنے خاندان کے بڑوں کو بھی دین کی دعوت دیا کرتے تھے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے والد "تارخ" رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، اللہ کریم پر ایمان (believe) رکھتے تھے مگر چچا "آزر" مسلمان نہ تھا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنی قوم کی عادت کے مُطابق (according) اپنے "چچا" کو "باپ" کہہ کر دین کی طرف بُلایا۔ **یاد رہے!** حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت تارخ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ، پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے اوپر سے دادا ہیں

اور پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے والدین اور سب دادا اور اُمّھات (اوپر تک کی سب والدہ) جنّتی ہیں (تفصیل کے لیے دیکھیں صراط الجنان، ج۶، ص۱۰۲) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے چچا کو جو دعوت دی، قرآنِ پاک میں اُسے یوں بیان کیا گیا ہے: ترجمہ (Translation): اے میرے باپ! شیطان کا بندہ نہ بن، بیشک شیطان رحمٰن کا بڑا نافرمان ہے۔ اے میرے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمٰن کی طرف سے کوئی عذاب (punishment) پہنچے تو تُو شیطان کا دوست ہو جائے۔ (ترجمہ کنز العرفان) (پ۱۶، سورۂ مریم، آیت ۴۴، ۴۵)

---

153 "ہمارے آخری نبی، عربی، قریشی، ہاشمی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

{1} بَرِّ اعظم (continent) ایشیا (Asia)، یورپ (Europe) اور افریقہ (Africa) کے درمیان میں عرب شریف ہے۔ اللہ کریم نے سب انسانوں کو صحیح راستے پر لانے کے لیے، آخری نبی کو اس اہم مُلک (important country) میں بھیجا۔

{2} عرب کے لوگوں کو اپنی زبان پر بہت فخر (proud) تھا کہ وہ عربیوں کے علاوہ (other) ساری دنیا کو "عجمی" (یعنی گونگا۔deaf) کہتے تھے۔ اللہ کریم نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر ایسا کلام نازل کیا (یعنی ایسی کتاب دی) کہ جس کی طرح کی کوئی آیت آج تک کوئی غیر مسلم بلکہ کوئی "عربی" بھی نہ بنا سکا۔ **یاد رہے!** پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے کسی بھی انسان سے نہیں پڑھا کہ کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ آپ نے فلاں سے سیکھ (یا پڑھ) کر یہ کلام (یعنی قرآن شریف) لکھا ہے۔

{3} قیامت تک کے انسانوں کو صحیح راستے پر لانے کے لیے آخری نبی پر نازل ہونے (یعنی اُن کی طرف بھیجا جانے) والا کلام (یعنی قرآن شریف)، اسلام کے سچا ہونے اور حضرت محمّد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے "آخری نبی" ہونے کی ایسی بہترین نشانی (sign) ہے کہ چودہ سو (1400) سال سے اس میں تبدیلی (change) نہیں ہوئی، اس کے اصول (principles) قیامت تک کے لیے ہیں، اور اسے بچّہ بچّہ یاد کر لیتا ہے۔

{4} ہمارے سچّے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر اللہ کریم کا کلام بھی نازل ہوا (یعنی آیا)، اس کے ساتھ ساتھ ہمارے آخری نبی، اللہ کریم کی طرف سے بہت سی نشانیاں (signs) بھی لے کر آئے، کبھی چاند کے دو ٹکڑے کر دیے، کبھی ڈوبے ہوئے سورج (setting sun) کو واپس بُلا لیا یعنی اللہ کریم نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اتنی نشانیاں (signs) دیں کہ غیر مسلم جان گئے، یہ سچّے ہیں۔ تو جنہوں نے سچ کو قبول (accept) کیا اور مسلمان ہی رہے، وہ مسلمان بلکہ صحابی اور اس پوری اُمّت (nation) کے بہترین (best) لوگ بن گئے اور جنہوں نے ضِد (counter) کی، وہ بہت بُرے غیر مسلم ہو گئے۔

{5} اللہ کریم نے اپنے سچّے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو یہ نشانیاں (signs) دینے کے ساتھ ساتھ، بہت پیارا اور خوبصورت اخلاق (morality) بھی دیا۔ عرب کے غیر مسلم جو بات بات پر قتل (murder) کر دیتے، بیٹیوں (doughters) کو زندہ دفن (buried) کر دیتے، شرابیں پیتے، ڈاکے ڈالتے، گالیاں دیتے اور ہر طرح کی بُرائیاں کرتے، ایسے لوگ بھی ہمارے آخری نبی کو "سچّا" اور "امانت دار" (honest) سمجھتے بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو "امین" (یعنی امانت دار) اور "صادق" (یعنی سچے) کے لقب (title) سے یاد کرتے تھے۔

{6} اللہ کریم نے اپنے سچّے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بہترین قبیلہ (tribe) اور بہترین خاندان دیا۔ ابو سفیان جب مسلمان نہ ہوئے تھے تو انہوں نے روم کے بادشاہ سے کہا تھا کہ: محمّد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) بہترین خاندان والے ہیں۔ (بخاری ج ۱، ص ۴، ملخصاً)

{7} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: اللہ کریم نے حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد میں سے "کنانہ" کو چُن لیا (یعنی اُن میں سب سے زیادہ عزّت والا بنایا) اور "کنانہ" میں سے "قریش" کو چُنا، اور "قریش" میں سے "بنی ہاشم" کو، اور "بنی ہاشم" میں سے مجھ کو چن لیا۔ (صحیح مسلم، کتاب الفضائل، الحدیث: ۲۲۷۶، ص ۱۲۴۹)

{8} "قریش" ایک سمندری جانور کا نام ہے جو بہت ہی طاقتور (powerful) ہوتا ہے، اور سمندری جانوروں کو کھا ڈالتا ہے گویا کہ یہ "سمندر کا شیر" ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے خاندان میں "فہر بن مالک" بھی ہیں

جو اپنی بہادری (bravery) اور طاقت کی وجہ سے مشہور (famous) تھے یہاں تک کے اہل عرب نے ان کو "قریش" کا لقب (title) دیا۔ ان کی اولاد "قریشی" یا "قریش" کہلاتی ہے۔ (زرقانی علی المواہب ج۱، ص۱۶۷ ملخصاً)

{9} حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پردادا (father of grandfather) "ہاشم" بڑی شان والے تھے۔ ایک سال عرب میں لوگ بہت تکلیف (trouble) میں تھے تو آپ نے ملکِ شام سے خشک روٹیاں خریدیں اور اُن کا چورا (sawdust) کرکے، اونٹ کے گوشت اور سالن کے ساتھ ملا کر حاجیوں کو کھلائیں۔ اس دن سے لوگ ان کو "ہاشم" (روٹیوں کا چورا کرنے والا) کہنے لگے۔ (مدارج النبوۃ ج۲، ص۸ ملخصاً) آپ کی اولاد کو "ہاشمی" کہتے ہیں۔

{10} ہمارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شان یہ ہے کہ وہ عربیوں میں ایسا کلام لائے کہ اُس طرح کا کلام کوئی نہیں لا سکتا، اُن کا قبیلہ (tribe) عزّت والا "قریش"، اُن کا خاندان شرافت اور بزرگی والا "ہاشم"۔ ہمارے آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اسلام کی دعوت (invitation) دینا شروع کی تو اکیلے (alone) تھے اور اس دعوت کے کچھ سالوں بعد حج کیا تو ایک لاکھ چوبیس ہزار (1,24,000) کے ساتھ تھے اور اللہ کریم کا یہ فرمان سنا رہے تھے (ترجمہ۔Translation): آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا (پ۶، سورۃ المائدۃ، آیت ۳) (ترجمہ کنزالعرفان)۔ ہمارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قیامت میں شان یہ ہوگی کہ کہ سب لوگ آپ کی تعریف کریں گے، چاہے وہ آپ سے پہلے دنیا میں آئے ہوں یا بعد میں، مسلمان ہوں یا غیر مسلم، آپ کا ساتھ دینے والے ہوں یا تکلیف دینے والے ہوں۔ جنّت میں شان یہ ہوگی کہ آپ کو "وسیلہ" دیا جائے گا (فتاوی رضویہ جلد ۳۰، ص ۲۳۳ ملخصا) یعنی جنّت میں ایک ایسی جگہ کہ جو صرف ایک یعنی صرف آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ہی ملے گی۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم